Regd. No. L. 5254

رجسٹرڈ نمبر ایل ۵۲۵۴

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اِنَّ الفضل بید اللہ یوتیہ من یشاء
عسیٰ ان یبعثک ربک مقاماً محمودا

روزنامہ
الفضل
ربوہ
فی پرچہ ۲ آنہ

یوم:- پنجشنبہ ★ ۲ رجمادی الثانی ۱۳۷۴ھ

جلد ۴۴/۹	۲۷ صلح ۱۳۳۴ ہش ★ ۲۷ جنوری ۱۹۵۵ء	نمبر ۲۲

اخبار احمدیہ

ربوہ ۲۷ جنوری۔ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ کل صبح چند دنوں کے لئے تبدیلی آب و ہوا کی غرض سے ربوہ سے باہر تشریف لے گئے ہیں۔ کل ہی حضور کی طرف سے بخیریت منزل مقصود پر پہنچنے کی اطلاع مل گئی تھی۔ حضور نے اس عرصہ میں ربوہ کے لئے مقامی امیر حضرت مرزا بشیر احمد صاحب کو مقرر فرمایا ہے۔

کل مجلس خدام الاحمدیہ ربوہ نے مغربی افریقہ تشریف لے جانے والے مبلغین کرام مکرم مولوی نذیر احمد صاحب مبشر۔ مکرم محمد اسحٰق صاحب صوفی۔ قاضی مبارک احمد صاحب شاہد۔ مکرم خلیل احمد صاحب اختر اور چوہدری محمود احمد صاحب شاہد کے اعزاز میں عصرانہ دیا۔ اور ایڈریس پیش کیا۔ متعدد بزرگان سلسلہ اور احباب نے اس تقریب میں شرکت فرمائی۔

معلوم ہوا ہے کہ یہ مبلغین کرام ۲۶ کی بجائے ۲۷ جنوری کو پنجاب ایکسپریس کے ذریعہ تشریف لے جا رہے ہیں

یہ ثابت کر دکھانے کا وقت آگیا ہے کہ ہندوستان اور پاکستان اپنے نزاعی امور طے کر سکتے ہیں

دونوں ملکوں کے سربراہوں کی طرف سے اپنی اپنی حکومت کے کامل تعاون کی یقین دہانی

نئی دہلی ۲۶ جنوری۔ گورنر جنرل پاکستان جناب غلام محمد نے کہا ہے کہ خلوص نیت کے ساتھ یہ ثابت کرنے کا موزوں وقت آگیا ہے کہ ہندوستان اور پاکستان اپنے باہمی اختلافات اور نزاعی امور طے کر سکتے ہیں۔ مسٹر غلام محمد نے اس امر کا اعلان کل رات ایک دعوت میں کیا جس کا اہتمام صدر جمہوریہ ہند ڈاکٹر راجندر پرشاد نے آپ کے اعزاز میں کیا تھا۔ ڈاکٹر راجندر پرشاد نے اس موقع پر گورنر جنرل پاکستان کا جام صحت ہندی میں تجویز کیا۔ گورنر جنرل کی طرف سے جام صحت کا جواب اردو میں دیا گیا۔ اس موقعہ پر دونوں ملکوں کے سربراہوں نے نزاعی امور طے کرنے کے لئے اپنی اپنی حکومتوں کے تعاون کا یقین دلایا۔

گورنر جنرل جناب غلام محمد نے کہا باہمی کشیدگی اور اختلافات کے بھیانک دور کو ایک طویل عرصہ ہو چکا ہے۔ اب اس دور کو ختم کرنے کا وقت آگیا ہے۔ دونوں ملکوں کے مقاصد یکساں ہیں اور دونوں ہی ان مقاصد کے حصول کے لئے ایک دوسرے کے تعاون کے خواہاں ہیں۔ جب دونوں ہی بین الاقوامی امن اور تعاون کو ضروری سمجھتے ہیں۔ تو پھر کوئی وجہ نہیں ہے کہ دونوں اپنے اختلافات کو حل کر طے نہ کر سکیں۔ آپ نے فرمایا دونوں کا باہمی اختلافات کو ایک اور لحاظ سے بھی جلد دور کرنا ضروری ہے۔ یعنی اس لحاظ سے کہ دونوں آنیوالی نسلوں کے لئے کسی قسم کی تلخی نہ چھوڑیں۔ آپ نے امید ظاہر کی کہ صدر راجندر پرشاد اور وزیر اعظم پنڈت جواہر لال نہرو کے دور میں ہی یہ حقیقت سب پر اچھی طرح واضح ہو جائے گی۔ کہ باہمی اختلافات کو دور کرنے میں دیر نہیں ہونی چاہیئے۔

اس سے پہلے صدر جمہوریہ ہند ڈاکٹر راجندر پرشاد نے جام صحت تجویز کرتے ہوئے اس امر پر زور دیا کہ کوئی مسئلہ ایسا نہیں ہو سکتا جسے باہمی گفت و شنید کی مدد سے حل نہ کیا جا سکے انہوں نے کہا کہ میری حکومت نزاعی امور کو سلجھانے کی دل سے خواہشمند ہے۔ آزادی حاصل کرنے کے بعد کروڑوں باشندوں کو ترقی اور خوشحالی کی

امریکی ایوان نمائندگان نے صدر آئزن ہاور کو فارموسا کے دفاع کیلئے

امریکی فوجیں استعمال کرنیکا اختیار دیدیا

واشنگٹن ۲۶ جنوری۔ امریکی ایوان نمائندگان نے صدر آئزن ہاور کو اختیار دے دیا ہے کہ وہ فارموسا اور جزائر پیسکاڈور کی حفاظت کے لئے ضرورت پڑنے پر امریکی فوجیں استعمال کر سکتے ہیں۔ ایوان نے کل صدر آئزن ہاور کا پیغام موصول ہونے کے فوراً بعد ایک قرارداد منظور کی جس میں انہیں اختیار دیا گیا۔ کہ وہ فارموسا کے دفاع کے سلسلہ میں اپنے صوابدید کے مطابق امریکی فوجیں کام میں لائیں۔ قرارداد پر بحث کے لئے دو گھنٹے رکھے گئے تھے۔ لیکن ری پبلکن اور ڈیموکریٹک پارٹیوں کے نمائندگان نے ملکر یہ اپیل کی۔ کہ اس بارے میں متفقہ طور پر کارروائی کی جائے۔ تاکہ ظاہر ہو جائے۔ کہ امریکی عوام غیر جارحانہ حملے کا مقابلہ کرنے کے لئے پوری طرح متحد ہیں خیال ہے کہ اب امریکی سینٹ ایک دو دن میں اس مسئلہ پر غور کرے گی۔

کینیڈا فارموسا کو غیر جانبدار بنانے کا حامی ہے

اٹاوہ ۲۶ جنوری۔ کینیڈا کے وزیر خارجہ مسٹر پیرسن نے کل دارالعوام میں اعلان کیا کہ میرا ملک فارموسا کو غیر جانبدار بنانے کا حامی ہے۔ اس کا خیال ہے کہ چین پر حملہ کرنے کی نیت سے فارموسا کو اڈہ نہ بنایا جائے۔ اس کی حیثیت ایک غیر جانبدار علاقے کی سی ہو۔

— کراچی ۲۶ دسمبر۔ صحت دماغی کی عالمی فیڈریشن کے صدر اور ڈائریکٹر کل شام کراچی پہنچے وہ یہاں پانچ روز قیام کریں گے۔

۴ راہ پر گامزن کرنا از حد ضروری ہے۔ اس مقصد میں کامیابی پاکستان کے تعاون سے ہی حاصل ہو سکتی ہے۔ مجھے یقین ہے کہ پاکستان نے بھی ایسے ہی مقاصد حاصل کرنے کا عہد کیا ہے۔ پاکستان اور ہندوستان میں باہمی مفاہمت اور دوستی کے بہت سے رشتے ہیں۔ مجھے امید ہے کہ ان رشتوں سے فائدہ اٹھانے کی زیادہ سے زیادہ کوشش کی جائے گی۔ آخر میں انہوں نے کہا میں پاکستان کی کامیابی کا دل سے دعاگو ہوں۔

روسی وزیر اعظم سے مذاکرات کا مفید نتیجہ برآمد نہیں ہوگا (چرچل)

لنڈن ۲۶ جنوری۔ برطانوی وزیر اعظم سر ونسٹن چرچل نے کل دارالعوام میں کہا کہ موجودہ حالات میں مشرق بعید کے متعلق روس کے وزیر اعظم سے بات چیت کرنے کا کوئی مفید نتیجہ برآمد نہیں ہوگا۔

کوسٹاریکا میں باغیوں کے گروہ کو جس میں سابق صدر بھی شامل ہیں گرفتار کر لیا گیا

واشنگٹن ۲۶ جنوری۔ کوسٹاریکا میں باغیوں کے ایک گروہ کو جس میں کوسٹاریکا کے ایک سابق صدر بھی شامل ہیں گرفتار کر کے نظر بند کر دیا گیا ہے۔ ان کی گرفتاری اور نظر بندی کا اعلان آج ریاستہائے متحدہ امریکہ کوسٹاریکا اور نکاراگوا کے صدر مقاموں سے ایک ساتھ کیا گیا۔ اس گروہ کی گرفتاری سرحد کے ساتھ ساتھ غیر جانبدار علاقے میں عمل میں آئی۔ یہ لوگ نکاراگوا کی حدود میں داخل ہونے کی کوشش کر رہے تھے۔ امریکی ریاستوں کے ادارہ نے کوسٹاریکا کی فوجوں کو غیر جانبدار علاقے میں داخل ہو کر باغیوں کو گرفتار کرنے کی اجازت دے دی تھی۔

★ کوئٹہ ۲۶ جنوری۔ بلوچستان کے حکام نے سرحد کے علاقے میں چاول لانے اور لے جانے پر سے پابندی اٹھا لی ہے۔

مسٹر یوشیدا انتخابات میں حصہ لینگے

ٹوکیو ۲۶ جنوری۔ جاپان کے سابق وزیر اعظم مسٹر یوشیدا نے کہا ہے کہ وہ آئندہ انتخابات میں لبرل پارٹی کے امیدوار کی حیثیت سے شریک ہوں گے۔

گاندھی جی کی سمادھی کیلئے سنگِ مرمر کی پیشکش

نئی دہلی ۲۶ جنوری۔ ایک خبر رساں ایجنسی کی اطلاع کے مطابق گورنر جنرل پاکستان جناب غلام محمد نے گاندھی جی کی سمادھی کے لئے سنگِ مرمر بھیجنے کی پیشکش کی ہے۔ یہ پتھر ان تین رنگوں کا ہوگا جو ہندوستان کے جھنڈے میں شامل ہیں۔

فارموسا کے اعلیٰ کمان میں اختلافات

تائپے ۲۶ جنوری۔ کہا جاتا ہے کہ جزائر تاچین کو خالی کرنے کے بارے میں فارموسا کے اعلیٰ کمان میں پھوٹ پڑ گئی ہے۔ بعض اعلیٰ حکام کا خیال ہے کہ جزائر کو خالی کرنے کی بجائے آخر دم تک مقابلہ کیا جائے کل جنرل چیانگ کائی شک کی صدارت میں اعلیٰ کمان کا ایک ہنگامی اجلاس ہوا جس میں جزائر تاچین کو خالی کرنے کے مسئلہ پر غور کیا گیا۔

مسعود احمد پرنٹر و پبلشر نے ضیاء الاسلام پریس ربوہ میں طبع کرا کر دفتر الفضل ربوہ سے شائع کیا۔

ایڈیٹر:- روشن دین تنویر

روزنامہ الفضل ربوہ
مورخہ ۲۷ جنوری ۱۹۵۵ء

زوال کے اسباب

مولانا عبد الغفار الخیری کراچی کا ایک مقالہ "زوال اقوام کے اسباب" کے زیر عنوان ہفت روزہ "الاعتصام" لاہور کی اشاعت ۷ جنوری ۱۹۵۵ء میں شائع ہوا ہے۔ جو در اصل جناب عبد العظیم صاحب متعلم ایم۔ اے (نفسیات) کے ایک مقالہ پر جو ہفت روزہ "الاعتصام" ۱۲ نومبر ۱۹۵۴ء میں شائع ہوا تھا۔ تبصرہ ہے۔

مولانا عبد الغفار صاحب نے تمہید میں بعض مغربی اکابر کے اقوال درج کئے ہیں۔ جن کا ماحصل یہ ہے کہ دولت مندی کی خواہش افراد و اقوام کے اخلاق و روحانی تنزل کا باعث ہوتی ہے۔ ایسے چند اقوال نقل کر کے آپ نے اظہار افسوس کیا ہے کہ

"ہم نے بعض مسلمانوں کے افکار بھی اس موضوع پر دیکھے۔ افسوسناک امر تو یہ ہے۔ کہ اس قسم کے جتنے لکھنے والے ہیں وہ سب ہی مغربی تعلیم یافتہ اور عملاً فلسفۂ غیر اسلامی کے تلامیذ ہیں۔ مسلمانوں کے وہ علماء جن کو علمائے دین متین اور حاملان شرع مبین کہا جاتا ہے۔ اس میدان میں رہ نوردی سے قطعی قاصر ثابت ہو رہے ہیں۔ اور ان کو آپس کی تو تو میں میں اور انا خیر منہ کے نعروں سے فرصت کہاں کہ زوال قوم یا جماعت کے اسباب کی تلاش کی طرف متوجہ ہوں۔"

اس کے بعد مولانا عبد العظیم صاحب کے مضمون پر تبصرہ کرتے ہوئے فرماتے ہیں

"قابل مضمون نگار نے سب سے پہلے ایک کلیہ قائم فرمایا ہے کہ "وقت کی رفتار کے ساتھ جہاں مادی اشیاء میں تغیر آ جاتا ہے۔ وہاں ذہنی حقائق میں بھی تبدیلی آ جاتی ہے"۔ قرآن مجید نے زمانہ کی رفتار کے اس اثر کو بیان فرمایا ہے۔ مگر اس کے کلیہ اور حق ہونے کی نفی فرمائی ہے۔ ارشاد ہوتا ہے۔ لا یکونوا کالذین اوتوا الکتاب من قبل فطال علیھم الامد فقست قلوبھم "اس آیت میں" فطال ... قلوبھم "سے رفتار زمانہ کے اثر کا انکشاف ہوتا ہے لیکن "لا یکونوا ... قبل" سے اس اثر کے کلیہ کی نفی ہوتی ہے۔ جو حقیقت ہر حالت ہر زمانہ میں حق ہی رہتا ہے بدل ہی نہیں سکتا۔ مثلاً "زہر" کو لیجئے۔ نہ اس مادی چیز میں رفتار زمانہ تغیر پیدا کر سکتی یا کر سکی ہے۔ اور نہ اس کا ہلاکت آفرین اثر آج تک کم یا زائل ہو سکا۔ یا "جھوٹ" پر غور کیجئے یہ لفظ آج کل اس قدر عام ہے کہ شاید ہی کوئی اس کے استعمال سے بچا ہو (الا ما شاء اللہ) بلکہ جھوٹ بول کر کام نکالنے والے ہوشیار اور چالاک کار کن کہے جاتے ہیں۔ لیکن حقیقت یہ ہے کہ جھوٹ اپنے تمام لوازم کے ساتھ آج بھی ویسا ہی جھوٹ ہے۔ جیسا آج سے صدیوں ہی نہیں۔ بلکہ اس سے بھی کہیں زیادہ سال پہلے تھا۔ رفتار وقت نے اس کی کسی خاصیت اور لازمہ میں کمی نہیں کی۔ یعنی کسی چیز کی حقیقت رفتار وقت کے ساتھ بدلا نہیں کرتی۔ صرف آدمی کی ذہنیت جس میں تبدیلی کا مادہ پیدا کیا گیا ہے۔ (لقد خلقنا الانسان فی احسن تقویم ثم رددناہ اسفل سافلین) بدلا کرتی ہے۔ اور اسی کو رفتار وقت یا زمانہ کہا جاتا ہے۔" (الاعتصام لاہور ۷ جنوری ۱۹۵۵ء)

جہاں مولانا نے ایک حقیقت بیان فرمائی۔ وہاں انہوں نے جناب عبد العظیم صاحب کے کلیہ کا صحیح مفہوم سمجھنے میں غلطی کی ہے۔ جناب عبد العظیم صاحب نے بھی وہی بات کہی ہے۔ جس کی تشریح مولانا نے فرمائی ہے۔ جناب عبد العظیم کا مادی اشیاء کے تغیر سے یہ مطلب نہیں ہے کہ اشیاء کی ماہیت بدل جاتی ہے۔ اور ان کی خاصیتوں میں فرق آ جاتا ہے۔ بلکہ ان کا مطلب یہ ہے۔ کہ ان کی ظاہری شکل و صورت بدلتی رہتی ہے۔ مثلاً پانی خواہ دریا میں ہو یا جوہڑ میں پانی ہی رہے گا۔ اگرچہ دریا کا پانی صاف ستھرا ہوتا ہے۔ مگر جوہڑ کا پانی گندا اور بدبودار ہوتا ہے۔

اسی طرح جاوداں صداقتیں نہیں بدلتیں مگر افراد و اقوام کی ذہنیت ان کے تعلق سے بدلتی رہتی ہے۔ جیسا کہ خود مولانا نے تشریح فرمائی ہے۔ قرآن کریم نے آیہ محولہ بالا میں اس حقیقت کو بیان فرمایا ہے۔ جو تعلیم پہلے لوگوں کو دی گئی تھی وہ صحیح تھی۔ مگر رفتار زمانہ کے ساتھ لوگوں کے دل سخت ہو گئے۔ تعلیم پر عمل کرنا چھوڑ دیا۔ اور صراط مستقیم سے ہٹ گئے۔

قرآن پاک جیسا کہ نازل ہوا تھا ویسے کا ویسا اب بھی موجود ہے۔ اس میں سر مو فرق نہیں آیا۔ مگر امتداد زمانہ کے ساتھ عام مسلمانوں کو تو جانے دیجئے۔ خود مولانا کے بقول یہ حالت ہو گئی ہے کہ مسلمانوں کے علمائے دین متین بھی بجائے اللہ تعالیٰ کے کلام پر عمل کرنے کے آپس کی تو تو میں میں اور انا خیر منہ کے نعروں میں مصروف ہو گئے ہیں۔ اور امت کی صحیح راہ نمائی کے قابل نہیں رہے۔

جب ایسی نازک حالت ہو جاتی ہے تو اللہ تعالیٰ کی سنت ہے کہ وہ اپنی طرف سے کسی انسان کو مبعوث کرتا ہے۔ جو از سر نو جاودانی صداقتوں کو لوگوں کے دلوں میں زندہ کرتا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ کی مدد سے از سر نو روحانی انقلاب لاتا ہے۔ اور انسان کو مادیت کے پنجہ سے رہائی دلاتا ہے۔ امت محمدیہ کے لئے اللہ تعالیٰ کی یہ سنت قرآن کریم سے بھی اور حدیث نبوی سے بھی ثابت ہے۔ کہ تجدید احیائے دین کے لئے خدا تعالیٰ کے بندے مبعوث ہوتے رہیں گے۔

سائنس کانفرنس

(۱) ۱۲ جنوری ۱۹۵۵ء کو بغداد الجدید بہاولپور میں سائنس کانفرنس کا افتتاح کرتے ہوئے امیر بہاولپور نے فرمایا ہے کہ

"پاکستان ایک نو عمر اور کم ترقی یافتہ ملک ہے۔ اور اسے سائنسدانوں کی امداد کی بہت ضرورت ہے۔ جن کی حوصلہ افزائی کی جانی چاہیئے تاکہ عوام کی حالت بہتر بنائی جا سکے معدنی وسائل کو پوری طرح کام میں لایا جا سکے۔ اور زرعی اور صنعتی ایجادیں کی جا سکیں"

اس میں کوئی شک نہیں کہ مغربی ممالک نے جو مادی ترقی کی ہے وہ عملی سائنس کی مرہون منت ہے۔ سائنسدانوں نے صنعتی اور زرعی ترقی میں کار نمایاں دکھایا ہے۔ اور جو ملک بھی ایسی ترقی کرنا چاہتا ہے۔ بغیر محنتی اور قابل سائنسدانوں کے ایسا نہیں کر سکتا۔

(۲) ڈاکٹر رضی الدین صدیقی نے کانفرنس میں تقریر کرتے ہوئے یہ بھی بتایا کہ پاکستان ایٹمی تحقیقات میں بڑی دلچسپی رکھتا ہے۔ وہ ایٹم بم نہیں بنانا چاہتا بلکہ ایٹمی طاقت کو پر امن مقاصد کے لئے استعمال کی تحقیقات کرنا چاہتا ہے۔

مسٹر ہوریس ہلڈرتھ امریکہ کے سفیر مقیم پاکستان نے ایٹمی نمائش کا افتتاح کیا۔ انہوں نے بتایا کہ ایک پونڈ ایٹمی مادہ سے ۲۰ ہزار ٹن کوئلہ جتنی طاقت پیدا ہو سکتی ہے۔

(۳) اگر دنیا ایٹمی طاقت سے ایک دوسرے کی تباہی سوچنے اور ایٹم بم یا ہائیڈروجن بم تیار کرنے کی بجائے ایٹمی طاقت کو پر امن کاموں کے لئے وقف کر دے۔ تو یقیناً چند ہی سالوں میں دنیا کی پیداوار میں ایک عظیم الشان انقلاب پیدا ہو سکتا ہے۔ مگر یہ اسی وقت ہو سکتا ہے۔ جب ترقی یافتہ ممالک کے سیاستدانوں اور سائنسدانوں کے دلوں میں اللہ تعالیٰ کا خوف پیدا ہو جائے اور عالمگیر اخوت۔ محبت اور مساوات کی روح بیدار ہو جائے۔ عالم اسلام اگر ہمت کرے تو دنیا کا رخ اس طرف موڑ سکتا ہے۔

جماعت احمدیہ کی چھتیسویں مجلس مشاورت

مورخہ ۷-۸-۹-۱۰ اپریل کو بمقام ربوہ منعقد ہوگی

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ کی اجازت سے اعلان کیا جاتا ہے۔ کہ چھتیسویں مجلس مشاورت کا اجلاس ۷-۸-۹-۱۰ شہادت ۱۳۳۴ھش بروز جمعرات۔ جمعہ۔ ہفتہ اور اتوار مطابق ۷ تا ۱۰ اپریل ۱۹۵۵ء بمقام ربوہ ہوگا۔ جماعتہائے احمدیہ اپنے نمائندگان کا انتخاب کر کے دفتر ہذا میں اطلاع دیں۔ (پرائیویٹ سیکرٹری حضرت خلیفۃ المسیح الثانی)

ممبران انصار اللہ کیلئے اعلان

چونکہ کچھ عرصہ سے انصار اللہ کے ذریعہ کوئی باقاعدہ کام نہیں ہو رہا۔ اسلئے حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ نے آئندہ انصار اللہ کا صدر بننا منظور فرمایا ہے اور نائب صدر صاحبزادہ مرزا ناصر احمد صاحب ہوں گے۔ جملہ ممبران انصار اللہ کو چاہیئے کہ وہ ان سے تعاون کریں۔ اور اس جمود کی کیفیت سے نکلیں۔ اور کام شروع کریں۔

(پرائیویٹ سیکرٹری حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ)

درخواست دعا

میرے بچے طاہر احمد کو ہسٹریا کے دوروں کی تکلیف ہے۔ احباب بچے کی صحت کاملہ کے لئے دعا فرمائیں:

خاکسار محمد سلیم عارف ۶۸ سی بلاک ماڈل ٹاؤن لاہور

حقِ حضانت کے متعلق چند بنیادی باتیں

(از مکرم مولوی محمد احمد صاحب ثاقب پروفیسر جامعۃ المبشرین ربوہ)

یہ عام احساس پایا جاتا ہے۔ کہ مطلقہ یا بیوہ کا بچہ ایک معین عرصہ تک ماں کے پاس رہے۔ اس کے بعد بہرحال بچہ ماں سے لیکر باپ یا باپ کے ورثاء کے سپرد کر دیا جائے۔ اس مضمون میں مَیں اس سلسلہ میں رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے بعض فتاوی اور خلفائے راشدین کے عمل کی بعض مثالیں بیان کرنا چاہتا ہوں۔

حق حضانت

مطلقہ یا بیوہ کو ایک خاص عرصہ تک اپنے بچہ کو اپنے پاس رکھنے کا شرعی حق حاصل ہے۔ اس حق کو حق حضانت کے نام سے موسوم کیا جاتا ہے۔ حضانت کہتے ہیں۔ بچے کی تربیت کرنا خاص خیال رکھنا۔ اور حفاظت کرنا۔

حضن الطیر بیضہ کے معنے ہیں پرندے نے اپنے انڈے کو اپنے نیچے رکھا۔ اور اس کی حفاظت کی۔ شیخ زین الدین ابن نجیم مصنف بحر الدقائق لکھتے ہیں۔ کہ "حضانت بچے کا حق ہے اور یہ دو طرح سے ہوتا ہے۔ کبھی تو بچے کے جسم کی حفاظت اور تربیت کا سوال ہوتا ہے۔ اور کبھی اس کے مال کی حفاظت کا سوال ہوتا ہے۔ شریعت نے ان دونوں کی حفاظت کی ذمہ داری اس فریق پر ڈالی ہے۔ جو اس ذمہ داری کو ادا کرنے کا زیادہ اہل ہے۔ چنانچہ مال کی حفاظت کے لئے باپ اور اس کی عدم موجودگی میں دادا زیادہ مستحق ہے۔ کیونکہ یہ اس کے مال کی حفاظت کرنے اور اس کو تجارت کے ذریعہ بڑھانے کی ماں کی نسبت زیادہ اہلیت رکھتے ہیں۔

اور بچے کے جسم کی حفاظت اور تربیت کا استحقاق ماں کو حاصل ہے۔ کیونکہ بچوں کی تربیت کے سلسلے میں وہ باپ سے زیادہ اہلیت رکھتی ہے۔ کیونکہ قدرت نے ماں کے دل میں جو شفقت اور محبت اپنی اولاد کے لئے رکھی ہے۔ اور گھر کی چار دیواری کے اندر متواتر رہ کر جو وہ اس کی حفاظت کر سکتی ہے۔ ویسے باپ نہیں کر سکتا۔ اسی لئے باپ کو مجبور کیا جائے گا۔ کہ وہ اس عرصہ کے اخراجات ادا کرے"۔

(بحر الدقائق جلد ۴ صفحہ ۱۶۶)

مدتِ حضانت

حضانت کی مدت کے متعلق فقہاء میں اختلاف ہے۔ اس بات پر تو سب کا اتفاق ہے۔ کہ بچہ اپنی والدہ کے پاس اس وقت تک رہے گا۔ جب تک وہ حاجات ضروریہ مثلاً کھانا پینا اور لباس وغیرہ پہننے کے لئے دوسرے کی مدد کا محتاج ہے۔ جب وہ ان حاجات میں دوسرے کی مدد سے مستغنی ہو جائے گا۔ اس وقت والدہ کا حق حضانت باطل ہو جائے گا۔

بچہ ان ضروریات سے کس عمر میں دوسرے کی امداد سے مستغنی ہو جاتا ہے؟ اس میں فقہاء نے اختلاف کیا ہے۔ بعض کا خیال ہے۔ کہ سات سال تک بچہ کھانے پینے لباس پہننے اور غسل وغیرہ کرنے میں دوسرے کی امداد کا محتاج نہیں رہتا۔ اس لئے والدہ کو سات سال تک حق حضانت حاصل ہے۔ چنانچہ اس بارہ میں صاحب ہدایہ لکھتے ہیں کہ

والام والجدۃ احق بالغلام حتی یأکل وحدہٗ ویشرب وحدہ ویلبس وحدہٗ ویستنجی وحدہٗ۔ وفی الجامع الصغیر حتی یستغنی فیاکل وحدہٗ ویشرب وحدہ ویلبس وحدہ.... والخصاف رح قدر الاستغنا بسبع سنین اعتبارًا للغالب (ہدایہ جلد ۲ صفحہ ۴۱۲)

کہ ماں اور نانی بچے کو اپنے پاس رکھنے کی زیادہ مستحق ہیں۔ یہاں تک کہ وہ خود کھا سکے۔ خود پی سکے۔ خود لباس پہن سکے۔ اور خود بغیر مدد کے استنجا وغیرہ کر سکے۔ اور جامع صغیر میں لکھا ہے۔ کہ یہاں تک کہ وہ مستغنی ہو جائے۔ اور خود کھا پی سکے۔ اور لباس پہن سکے۔ اور امام خصاف رح نے استغناء کے عرصہ کی تعیین سات سال تک کی ہے۔

غایۃ بیان، تبیین اور کافی میں لکھا ہے۔ کہ خصاف رح نے سات سال کا فتویٰ اس لئے دیا ہے۔ کہ باپ کو حکم ہے۔ کہ وہ سات سال کے عرصہ میں بچہ کو نماز کی تعلیم دے۔ اس لئے جب بچہ سات سال کا ہو جائے۔ تو والدہ کا حق حضانت ختم ہو جانا چاہیئے۔

امام شافعی رح اور اسحاق بن راہویہ کا مذہب یہ ہے۔ کہ بچہ جب سات یا آٹھ سال کا ہو جائے۔ تو اسے اختیار دینا چاہیئے۔ کہ وہ جس کے پاس رہنا چاہے۔ اس کے پاس چلا جائے۔

(نیل الاوطار جلد ۶ صفحہ ۳۳۳)

امام ابوحنیفہ رح اور امام مالک کا مذہب یہ ہے۔ کہ سات سال کا والدہ کو حق حضانت حاصل ہے۔ لیکن اگر والدہ سات سال سے قبل ہی دوسری جگہ نکاح کرلے۔ اور اس کا دوسرا خاوند بچے کا غیر محرم یعنی اجنبی ہو۔ تو اس صورت میں اس نکاح کے ساتھ ہی حق حضانت باطل ہو جائیگا۔ امام صاحب اپنے اس مسلک کی تائید میں ایک حدیث پیش کرتے ہیں۔ جو ابوداؤد اور مسند احمد بن حنبل میں مندرجہ ذیل الفاظ میں مروی ہے

عن عبد اللہ بن عمرو بن العاص ان امرأۃ قالت یا رسول اللہ ان ابنی هذا کان بطنی لہ وعاء وحجری لہ حواءً وثدیی لہ سقاء وزعم ابوہ انہ ینزعہ منی فقال انت احق بہ مالم تنکحی (ابوداؤد۔ مسند احمد)

عبد اللہ بن عمرو بن العاص سے روایت ہے۔ کہ ایک عورت نے رسول اللہؐ سے درخواست کی کہ یہ میرا بیٹا ہے۔ نو ماہ تک میرے پیٹ میں رہا۔ میری گود میں پلا اور میری چھاتی سے دودھ پیتا رہا۔ اور اب اس کا والد اس کو مجھ سے چھیننا چاہتا ہے۔ آپ نے فرمایا۔ جب تک تم دوسری جگہ نکاح نہ کرو۔ اس کو اپنے پاس رکھنے کی زیادہ مستحق ہو۔

امام احمد بن حنبل اور امام یحیی کا مذہب یہ ہے۔ کہ اگر بچے کا والد اجازت دیدے۔ تو محض نکاح سے والدہ کا حق حضانت باطل نہیں ہوتا۔

حضرت عثمان رضؓ کی روایت سے حسن بصری اور امام ابن حزم یہ استدلال کرتے ہیں۔ کہ محض نکاح سے والدہ کا حق حضانت باطل نہیں ہوتا۔ خواہ بچے کا والد اس کی اجازت دے یا نہ دے۔ اس کی دلیل یہ دی جاتی ہے۔ کہ حضرت ام سلمہ رضؓ نے رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے نکاح کیا۔ اور آپ کا پہلے خاوند کا بچہ آپ کی کفالت میں ہی رہا۔ اسی طرح حضرت علی رضؓ نے حضرت حمزہ کی بچی کے متعلق دعویٰ کیا۔ کہ مجھے ملنی چاہیئے۔ لیکن رسول اللہؐ نے بچی اس کی خالہ کو دے دی۔ جو شادی شدہ تھی۔ اس سے معلوم ہوا۔ کہ شادی حق حضانت کے لئے کوئی روک نہیں ہے۔

(نیل الاوطار جلد ۶ صفحہ ۳۲۹)

تصویر کا دوسرا رخ

اس وقت تک جو بیان گزر چکا ہے۔ وہ صرف لڑکے کی صورت میں ہے۔ اگر بچہ لڑکی ہو۔ تو اس صورت میں مدت حضانت کے متعلق فقہاء کا مسلک یہ ہے۔ کہ جب تک وہ بالغ نہ ہو۔ وہ اپنی ماں کے پاس رہے گی یعنی اس کی بلوغت تک اس کی والدہ کو حق حضانت حاصل ہوگا۔ بحر الدقائق کے مصنف ابن نجیم نے اس کی وجہ یہ بیان کی ہے۔ کہ

الام والجدۃ احق بالصغیرۃ حتی تحیض لان بعد الاستغنا تحتاج الی معرفۃ اداب النساء والمرأۃ الی ذالک اقدر (بحر الدقائق جلد ۴ صفحہ ۱۷۱)

کہ چھوٹی بچی کو اپنے پاس رکھنے کا والدہ اور نانی کو زیادہ حق حاصل ہے۔ یہاں تک کہ وہ بالغ ہو جائے۔ کیونکہ چھوٹی چھوٹی ضروریات سے مستغنی ہو جانے کے بعد بچی نے ابھی عورتوں کے مخصوص عوارض کے آداب سیکھنے ہیں۔ اور یہ آداب باپ نہیں سکھا سکتا۔ بلکہ عورتیں ہی اس کو اچھی طرح سے سمجھا سکتی ہیں۔ اس لئے اس کی بلوغت تک والدہ کو حق حضانت حاصل ہوگا۔

مدت بلوغت

اب یہ سوال پیدا ہوتا ہے۔ کہ لڑکی کی بلوغت کی حدبندی کتنے سال تک کی جائیگی۔ کیونکہ کوئی قانون وضع کرتے وقت ہر ایک فرد کے لئے الگ الگ قانون نہیں بنایا جاتا۔ بلکہ ایک ایسی حد مقرر کرنی پڑتی ہے۔ جو سب پر یکساں حاوی ہو۔ اس میں شبہ نہیں کہ ہر ملک کی آب و ہوا تمدنی اور معاشرتی حالات ان کے باشندوں کی جسمانی کیفیات یکساں نہیں ہیں۔ اس لئے ہر ملک میں بلوغت کی حد اس ملک کے مخصوص حالات کی بناء پر الگ الگ ہوگی۔ یہی وجہ ہے۔ کہ بعض فقہاء نے لڑکی کی بلوغت کی حد گیارہ سال مقرر کی ہے۔ اور بعض نے نو سال اور بعض نے کم و بیش۔ چنانچہ ابن نجیم لکھتے ہیں۔

واختلف فی حد الشہوۃ وفی الولوالجیۃ ولیس لہا حد مقدر لانہ یختلف باختلاف حال المرأۃ وفی التبیین وغیرہ بنت احدی عشرۃ سنۃ مشتہاۃ فی قولہم جمیعا وقدرہ ابو اللیث بتسع سنین وعلیہ الفتوی (بحر الدقائق جلد ۴ صفحہ ۱۷۱)

کہ فقہاء نے لڑکی کی بلوغت کی مدت میں اختلاف کیا ہے۔ اور ولوالجیۃ میں لکھا ہے۔ کہ لڑکی کے لئے کوئی معین حد مقرر نہیں کی جا سکتی۔ کیونکہ مخصوص خاندانی یا ملکی حالات کی بناء پر ہر لڑکی کی بلوغت کی عمر یکساں نہیں ہو سکتی۔ اور تبیین میں لکھا ہے۔ کہ تمام فقہاء اس پر متفق ہیں۔ کہ گیارہ سال کی حد لڑکی کی بلوغت کے لئے مقرر کرنی چاہیئے۔ اور ابو لیث نے کہا ہے۔ کہ نو سال کی حد کافی ہے۔ اور فتویٰ اسی کے مطابق دیا جاتا ہے۔ الغرض لڑکے اور لڑکی کی مدت حضانت کے متعلق مختلف فقہاء کے مختلف مذاہب اور مختلف فتاویٰ ہیں۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ بنصرہ العزیز نے بعض تنازعات کا فیصلہ فرماتے ہوئے نو سال کی مدت مقرر فرمائی ہے۔ اور دار القضاء ربوہ کے دیگر قاضی صاحبان کا عمل بھی اس کے مطابق ہے۔

جیسا کہ میں نے اوپر بیان کیا ہے۔ اس بارہ میں کوئی خاص مدت مقرر کرنے کی اصل غرض تو یہی ہے۔ کہ بچہ اس قابل ہو جائے۔ کہ اگر اسے والد کے پاس رہنا پڑے۔ تو وہ ابتدائی ضروریات میں دوسرے کی امداد سے مستغنی ہو۔ والد چونکہ ہر وقت بچے کے پاس نہیں رہ سکتا۔ بلکہ اس نے کسب معاش کے سلسلہ میں باہر بھی جانا ہوتا ہے۔ اس لئے بچہ اپنی والدہ سے جدا ہونے کی صورت میں ایسی پوزیشن میں ہونا چاہیئے۔ کہ وہ روزمرہ کی چھوٹی چھوٹی ضروریات میں خود کفیل ہو۔ یہ مدت عام حالات کا جائزہ لیکر جو بھی مقرر کر لی جائے روا ہے۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ

نے ہماری جماعت کے لئے چونکہ نو سال کا فیصلہ فرما دیا ہے۔ اس لئے ہمیں حق حضانت کے لئے اس مدت کو اختیار کرنا چاہیئے۔

نکاح ثانی کی صورت میں میرے نزدیک اگر بچے کی والدہ کے دوسرے خاوند کو کوئی اعتراض نہ ہو۔ تو نو سال تک والدہ کو حق حضانت حاصل ہونا چاہیئے۔ لیکن اگر اس کا خاوند اس بچے کی پرورش کی ذمہ داری لینے کے لئے تیار نہ ہو۔ تو اس صورت میں بچے کی نانی یا خالہ کو حق حضانت حاصل ہوگا۔ جیسا کہ رسول کریم صلے اللہ علیہ واٰلہ وسلم نے حق حضانت کے سلسلہ میں خود فرمایا ہے۔ کہ

الخالۃ بمنزلۃ الام (بخاری۔ مسلم)

کہ خالہ ماں کے قائم مقام ہے۔

مدت حضانت کے بعد

اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے۔ کہ کیا مدت حضانت کے ختم ہونے کے بعد بچہ والد کے سپرد کر دیا جائیگا۔ اور اسے مجبور کیا جائیگا۔ کہ خواہ اس کی والدہ اس کے لئے کیسی ہی شفیق کیوں نہ ہو۔ اس کی تعلیم و تربیت کے لئے دن اور رات ایک کرنے والی کیوں نہ ہو۔ اسے ان تمام نعمتوں اور شفقتوں سے محروم کر کے حکم دیا جائے گا۔ کہ وہ اپنے والد کے پاس چلا جائے؟ نہیں بلکہ اپنی سوتیلی والدہ کے پاس چلا جائے۔ اپنے سوتیلے بھائی بہنوں کے پاس چلا جائے۔ جو اسے اکثر حقارت و نفرت کی نگاہ سے دیکھا کریں گے۔ اس کی مناسب تعلیم و تربیت میں ہر ہر قدم پر روڑے اٹکائیں گے۔ جبکہ اس کا والد جو کسبِ معاش کی فکر میں اندرون خانہ کے حالات سے بالکل بے خبر۔ چند متضاد طبائع کی باہمی کشمکش سے بالکل بے بہرہ۔ اپنے خیال میں بالکل مطمئن ہوگا۔ بلکہ اپنے دل میں صرف اسی ایک بات سے ہی خوش ہوگا۔ کہ وہ اپنے حریف پر فتحیاب ہو چکا ہے۔ اور اپنے بچے کو اس کے پنجے سے چھڑانے میں کامیاب ہو گیا ہے۔ اور وہ ان حالات سے بالکل بے خبر ہوگا۔ جو اس کے اندرون خانہ ہو رہے ہیں۔ بلکہ بہت ممکن ہے۔ کہ رفتہ رفتہ وہ خود بھی اپنی دوسری بیوی کا ہمنوا ہو جائے۔ اور اس سے اس بات پر متفق ہو جائے۔ کہ اس بچہ کی تعلیم کی چنداں ضرورت نہیں ہے۔ کیونکہ اس صورت میں اسے مفت میں ایک خادم میسر آجائے گا۔ جو اس کے بچوں کو سنبھالے گا۔ اور گھر کے دیگر ضروری امور میں اس کی بیوی کا ہاتھ بٹائے گا۔

لیکن سوال تو یہ ہے۔ کہ اگر ایسا نہیں ہوگا۔ تو پھر کیا ہونا چاہیئے۔ اسلام نے اس کے متعلق کیا راہنمائی کی ہے۔ اس کے جواب کے لئے جب ہم رسول کریم صلے اللہ علیہ واٰلہ وسلم کے عمل اور ہدایات کا مطالعہ کرتے ہیں۔ تو ہمیں معلوم ہوتا ہے۔ کہ رسول کریم صلے اللہ علیہ واٰلہ وسلم سے اسی بارہ میں تین فتوے منقول ہیں۔ مختلف اوقات میں مختلف لوگوں نے آپ سے اس بارہ میں راہنمائی چاہی اور آپ نے ان سب کو صحیح رہنمائی فرمائی۔ یہ تین فتوے ہمیں مندرجہ ذیل صورتوں میں میسر آئے ہیں۔

(۱) رسول کریم صلے اللہ علیہ واٰلہ وسلم کے پاس ایک شخص اپنے ایک لڑکے کو جو ابھی تک بالغ نہیں ہوا تھا۔ لے کر آیا۔ چنانچہ اس نے اور اس کی بیوی نے اس بچے کے متعلق جھگڑا پیش کیا۔ باپ کہتا تھا۔ کہ میں اسے اپنے ساتھ لے کر جاؤں گا۔ اور ماں کہتی تھی۔ کہ میں اسے اپنے ہمراہ لے جاؤں گی۔ ان کا جھگڑا سننے کے بعد رسول کریم صلے اللہ علیہ واٰلہ وسلم نے اس کی ماں کو ایک طرف بٹھا دیا۔ اور اس کے باپ کو دوسری طرف بٹھا دیا۔ پھر بچے کو اختیار دیا کہ وہ جس کے ہمراہ جانا چاہتا ہے۔ اس کے پاس چلا جائے۔ اور ساتھ ہی یہ دعا فرمائی۔ کہ اللہ تعالےٰ اسے اس کے پاس جانے کی راہنمائی فرمائے۔ جس کے پاس جانا اس کے دین اور دنیا کے لئے بہتر ہے۔ چنانچہ وہ اپنی ماں کے پاس چلا گیا۔ اور وہ اسے لے گئی۔ (مسند احمد)

(۲) رافع بن سنان مسلمان ہو گئے۔ اور ان کی بیوی نے مسلمان ہونے سے انکار کر دیا۔ وہ دونوں اپنی بچی کا جھگڑا لے کر رسول کریم صلے اللہ علیہ واٰلہ وسلم کے پاس آئے۔ رافع اس بچی کو اپنے پاس لے جانا چاہتے تھے۔ اور ان کی بیوی اپنے پاس لے جانے پر مصر تھی۔ آپ نے ان دونوں کو کچھ فاصلے پر بٹھا کر بچی کو ان کے درمیان بٹھا دیا۔ پھر دونوں کو ہدایت کی۔ کہ وہ اس بچی کو اپنی اپنی طرف بلائیں۔ چنانچہ وہ اپنی والدہ کی طرف جانے کے لئے کچھ جھکی۔ تو آپؐ نے دعا فرمائی۔ کہ اے اللہ اسکو صحیح فیصلہ کرنے کی توفیق عنایت فرما۔ چنانچہ آپ کی اس دعا کے بعد وہ اپنے باپ کے پاس چلی گئی۔ اور وہ اسے اپنے ساتھ لے کر چلا گیا۔ (نسائی۔ ابو داؤد۔ مسند احمد)

(۳) ایک عورت رسول کریم صلے اللہ علیہ واٰلہ وسلم کے پاس آئی اور شکایت کی کہ میرا خاوند میرے بیٹے کو اپنے پاس لے جانا چاہتا ہے۔ آپ ہمارے درمیان فیصلہ فرمائیں۔ آپ نے اسے فرمایا کہ تم دونوں اپنے بیٹے کے متعلق قرعہ اندازی کر لو۔ لیکن اس کے خاوند نے اس طریق کو پسند نہ کیا۔ چنانچہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بچے کو مخاطب کر کے فرمایا کہ یہ تمہارا باپ ہے اور یہ تمہاری ماں ہے۔ تم جس کا ہاتھ چاہو پکڑ لو۔ چنانچہ لڑکے نے ماں کا ہاتھ پکڑ لیا اور اس کے ساتھ چلا گیا۔ (ترمذی۔ ابن ماجہ۔ مسند احمد)

ان واقعات سے مندرجہ ذیل نتائج اخذ ہوتے ہیں

اول۔ جب والدہ کا حق حضانت ختم ہو جائے اور بچے کے متعلق تنازعہ پیدا ہو جائے تو اس کا تصفیہ بذریعہ قضا یا عدالت کرایا جائے

دوم۔ عدالت سب سے پہلے بچے کو اختیار دے گی کہ وہ ان دونوں میں سے جس کے پاس جانا چاہے چلا جائے۔ کیونکہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے بچے کو ہر حال میں اختیار دیا ہے کہ وہ جس کے پاس جانا چاہتا ہے چلا جائے۔

سوم۔ یہ اختیار بہرکیف اس وقت دیا جائے گا جبکہ بچہ کو اس قدر شعور حاصل ہو جائے کہ وہ یہ فیصلہ کر سکے کہ اس کے لئے کس کے پاس جانا بہتر ہے۔ کیونکہ سن شعور سے قبل بچے کو اختیار دینے کا کچھ مطلب نہیں ہے۔ پھر اگر اختیار دیا بھی جائے اور وہ غلط راستہ پر گامزن ہو جائے تو اس صورت میں بچے کا مستقبل تباہ ہو جائے گا۔ جو کسی صورت میں بھی برداشت نہیں کیا جا سکتا۔

چہارم:۔ اگر بچے کی تربیت کے سلسلہ میں دونوں فریق مساوی ہوں اور قاضی کو یہ معلوم ہو کہ وہ جس جانب کو بھی اختیار کرے گا اس کا مستقبل محفوظ رہے گا تو اس صورت میں قرعہ اندازی سے بھی فیصلہ کیا جا سکتا ہے۔

پنجم:۔ اگر ہر دو فریق کے حالات مساوی نہ ہوں تب بھی بچے کا ذہنی رجحان معلوم کرنے کے لئے اسے اختیار دیا جائے گا۔ اگر وہ مفید اور صحیح جانب کی طرف جھک جائے تو قاضی اس کے مطابق فیصلہ دے دے۔ لیکن اگر وہ صحیح اور مفید جانب کو اختیار نہ کرے۔ بلکہ غلط راستہ پر گامزن ہو جائے مثلاً اس فریق کے پاس جانے کو ترجیح دے جس کے پاس جانے سے اس کا ایمان اور مذہب خراب ہو سکتا ہے۔ یا اس کی صحیح تعلیم اور تربیت نہیں ہو سکتی تو اس صورت میں قاضی کو اختیار ہوگا کہ وہ بچے کے رجحان کے برعکس فیصلہ دیدے۔

ایک سوال کا جواب

کوئی شخص یہ کہہ سکتا ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ طریق اختیار نہیں کیا۔ بلکہ ہر حالت میں بچے کے رجحان کے مطابق فیصلہ صادر فرمایا ہے۔ پھر ان واقعات سے یہ نتیجہ کیوں نکالا گیا ہے کہ اگر بچہ کا رجحان کسی ایسی جانب ہو جو اس کے دینی اور دنیاوی مفاد کے خلاف ہے تو قاضی کو اختیار ہوگا کہ وہ اس کو اس فریق کے سپرد کر دے جس کے پاس جانا اس کے لئے اس کے دین اور دنیا میں مفید ہو۔

تو اس کا جواب یہ ہے کہ ان واقعات سے معلوم ہوتا ہے کہ یا تو رسول کریم صلے اللہ علیہ واٰلہ وسلم کو یہ الہاماً معلوم تھا کہ بچہ اسی جانب کو اختیار کرے گا جو اس کے لئے مفید ہے۔ پھر جس صورت میں آپ کو یہ معلوم نہ تھا اس صورت میں جب آپ نے دیکھا کہ بچہ اس طرف جانا چاہتا ہے جو اس کے ایمان کے لئے خطرہ کا موجب ہے تو آپؐ نے اس کے لئے دعا کی کہ خدا تعالےٰ اس کی صحیح راہنمائی فرمائے۔ اس صورت میں آپ کو اپنی دعا کی قبولیت پر پورا پورا یقین تھا۔ چنانچہ واقعات سے ثابت ہے کہ بچے نے جب اپنی کافر والدہ کی طرف جانا چاہا تو آپ نے اس کے حق میں دعا کی کہ اللہ تعالےٰ اس کی صحیح راہنمائی فرمائے چنانچہ اسی وقت اللہ تعالےٰ نے یہ معجزہ دکھایا کہ وہ بچہ جو پہلے اپنی کافر والدہ کی طرف جانے کے لئے جھکا۔ رسول کریمؐ کی دعا کے نتیجہ میں وہ والدہ کی طرف سے ہٹ کر اپنے والد کی طرف جھک گیا اور وہ اسے اپنے ہمراہ لے گیا۔

چونکہ ہر شخص کو یہ معجزانہ قوت حاصل نہیں ہے۔ اس لئے اب ایک ایسا قاعدہ بنانا پڑے گا جس کی رو سے قاضی کو اختیار ہوگا کہ وہ اپنی تحقیق اور علم کے مطابق اس فریق کے حق میں فیصلہ دے دے جو اس کے نزدیک بچہ کی تعلیم و تربیت کے لحاظ سے زیادہ مفید ہو۔

میرا یہ خیال کوئی نیا خیال نہیں ہے بلکہ امام ابن تیمیہؒ نے بھی اس قسم کا ایک واقعہ بیان کیا ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ ان روایات کی موجودگی میں بعض قضاۃ نے ایسے وقت میں جبکہ ان کو یہ معلوم ہوا کہ بچے نے غلط راستہ اختیار کر لیا ہے تو انہوں نے لڑکے کے رجحان کے خلاف فیصلہ دیا۔ چنانچہ امام صاحب فرماتے ہیں کہ

شکریہ احباب

(از حضرت سیٹھ عبداللہ الٰہ دین صاحب سکندرآباد دکن)

خاکسار کے بھائی نواب احمد نواز جنگ بہادر کے انتقال پر ہماری جماعت کے بھائیوں کے خطوط تعزیت کے آرہے ہیں۔ میں سب کو انفرادی خطوط نہیں لکھ سکتا۔ میں سب بھائیوں کا بہت مشکور ہوں کہ وہ میرے بھائی کی وفات پر اظہار ہمدردی اور دعاؤں سے ہمارے شریک غم ہوئے۔ خدا تعالےٰ ان سب کو جزائے خیر عطا کرے۔ اور پیارے بھائی مرحوم کو اپنے خاص فضل سے بخشے۔ اور رحم کرے۔ مرحوم خدا کے فضل سے مجھ سے بہت محبت رکھتے۔ اور ہر کام میں میری مدد کرتے تھے۔ اور سلسلہ کی مال سے خدمت کرتے تھے۔

(عبداللہ الٰہ دین سکندرآباد دکن)

تنازع ابوان صبیاً عند الحاکم فخیر الولد بینھما فاختار اباہ فقالت امہ سلہ لای شیٔ یختارہ فسألہ فقال امی تبعثنی کل یوم للکاتب والفقیہ یضربانی وابی یترکنی للعب مع الصبیان فقضی بہ للام ۔ (بحوالہ نیل الاوطار جلد ۶ صـ ۳۳۲)

کہ ایک بچے کے متعلق اس کے ماں باپ نے حاکم کے پاس جھگڑا پیش کیا۔ حاکم نے بچے کو اختیار دیا کہ وہ جس کے پاس جانا پسند کرتا ہے چلا جائے بچے نے اپنے والد کے پاس جانا پسند کیا۔ چنانچہ اس کے مطابق حاکم نے فیصلہ دے دیا۔ اس پر اس کی والدہ نے حاکم کے پاس درخواست کی کہ اس سے دریافت کیا جائے کہ وہ کس لئے والد کے پاس جانا پسند کرتا ہے۔ حاکم نے اس سے دریافت کیا تو اس کے جواب میں بچے نے کہا کہ میری ماں مجھے کاتب اور فقیہ کے پاس پڑھنے کے لئے بھیجتی ہے۔ اور وہ مجھے مارتے ہیں لیکن میرا باپ بچوں کے ساتھ کھیلنے کے لئے آزاد چھوڑ دیتا ہے۔ یہ سن کر حاکم نے اپنے فیصلہ کو تبدیل کرکے ماں کے حق میں فیصلہ دے دیا۔

یہ واقعہ نقل کرنے کے بعد صاحب نیل الاوطار بیان فرماتے ہیں کہ ورجح ھذا ابن تیمیۃ کہ ابن تیمیہ نے اسی کو ترجیح دی ہے۔ یعنی اگر بچہ کی تعلیم و تربیت والدہ اچھی طرح کر سکتی ہو تو اس کے حق میں فیصلہ کیا جائے۔ اور اگر والد کے پاس رہنے سے اس کی اچھی تعلیم اور اچھی تربیت ہو سکتی ہو۔ تو والد کے سپرد کر دیا جائے۔

میرے نزدیک صرف اس وجہ سے کہ والدہ غریب ہے اور والد امیر ہے یہ فیصلہ کر دینا مناسب نہیں کہ والد اعلےٰ تعلیم دلا سکتا ہے اور والدہ اچھی تعلیم نہیں دلا سکتی کیونکہ ایسا دیکھا گیا ہے کہ ایک امیر والد اپنی پہلی بیوی کی اولاد کو اپنی دوسری بیوی اور اس کی اولاد کے رحم و کرم پر چھوڑ دیتا ہے۔ اس کی تعلیم و تربیت سے قطعی طور پر اغماض اور پہلو تہی کرتا ہے۔ جس کے نتیجہ میں پہلی بیوی کی اولاد ٹھوکریں کھاتی پھرتی ہے۔

اور ایسا بھی دیکھا گیا ہے کہ ایک غریب والدہ اپنے چین اور آرام کو قربان کرکے محنت و مشقت برداشت کرتی ہے۔ اور مزدوری کرکے اپنے بچے کو ایسی تعلیم دلاتی ہے جو عام حالات میں ایک امیر آدمی کی اولاد بھی حاصل نہیں کر سکتی۔ پس اس بارہ میں فیصلہ کرتے وقت ان تمام حالات کو دیکھنا پڑے گا۔ جو بچہ کی تعلیم و تربیت کے راستہ میں روک بن سکتے ہیں، یا اس کے لئے ممد و معاون ہو سکتے ہیں۔ صرف یہ کہنا کافی نہ ہوگا کہ والد امیر ہے اور والدہ غریب ہے۔ بلکہ یہ بھی دیکھنا ہوگا۔ کہ امیر والد کی دوسری بیوی اور بچے کی سوتیلی والدہ بچے کی تعلیم کے لئے زیادہ ممد و معاون ثابت ہوگی، یا اس کی حقیقی والدہ اچھی طرح سے غور پرداخت کر سکے گی۔ اسی طرح اگر اس سے قبل کسی وقت بچے کے والد کو ایسا موقعہ میسر آیا ہو کہ وہ اس کی تعلیم و تربیت کا مناسب انتظام کر سکے۔ لیکن اس نے اس کی طرف کوئی توجہ نہ کی ہو اس کے برعکس جب اس کی والدہ کو موقعہ میسر آیا تو اس نے اپنی استعداد کے مطابق مناسب انتظام کر دیا ہو۔ تو اس صورت میں بھی والدہ کی غربت اسے اس حق سے محروم نہ کرے گی۔ اور والد کی امارت اس کے لئے کوئی امتیازی علامت نہ سمجھی جائے گی۔ غرض یہ اور اس قسم کے بیسیوں ایسے حالات اور کوائف ہو سکتے ہیں جن کی روشنی میں ہم اصل حقدار کے خدوخال کو اچھی طرح سے پہچان سکتے ہیں۔ اور اسے اس کا حق دلا سکتے ہیں۔

ایک اور سوال

اس سلسلہ میں یہ بھی سوال ہو سکتا ہے۔ بلکہ بعض علماء نے یہ سوال اٹھایا ہے کہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے جو بعض مخصوص واقعات میں بچے کو اختیار دیا تھا۔ وہ صرف انہی واقعات کے ساتھ مخصوص تھا۔ کیونکہ آنحضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ معلوم تھا۔ کہ اس وقت بچہ وہی اقدام کرے گا۔ جو حقیقتاً اس کے لئے مفید اور سود مند ہے۔ چونکہ ہمارا علم محدود ہے اسلئے آپ کے بعد کسی کو اس امر کی اجازت نہ ہونی چاہیئے۔ کہ وہ بچے کو حق انتخاب دے اور اس کی رائے کے مطابق فیصلہ صادر کرے

اس کا ایک جواب تو یہ ہے کہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے بعد خلفاء راشدین نے بھی رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے نقش قدم پر وہی طریق اختیار کیا۔ جو آپ نے اختیار فرمایا تھا۔ چنانچہ اس سلسلہ میں بعض خلفاء کی مثالیں درج ذیل کی جاتی ہیں۔

حضرت ابوبکرؓ کا فیصلہ

حضرت عمر فاروق رضؓ نے جب اپنی بیوی کو طلاق دے دی تو اپنے بیٹے عاصم کا جھگڑا حضرت ابو بکر صدیق رضؓ کے پاس پیش کیا اور دعوےٰ کیا کہ میرا لڑکا مجھے ملنا چاہیئے۔ کیونکہ میں اس کا زیادہ مستحق ہوں۔ تو حضرت ابو بکر رضؓ صدیق نے آپ کو جواب میں فرمایا کہ اس بچے کے لئے اس کی ماں کا سانس اس کے بدن کی حرارت اور اس کے بستر کی آسائش زیادہ مفید ہے۔ یہاں تک کہ یہ بڑا ہو جائے اور اپنے لئے خود کوئی فیصلہ کر سکے کہ اس کے لئے کس کے پاس رہنا زیادہ مفید ہے۔ چنانچہ آپ نے اس بچے کو اس کی والدہ کے حوالہ کر دیا۔

(محلی ابن حزم جلد ۱۰ صـ ۳۲۷)

حضرت عمرؓ کا فیصلہ

حضرت عبد اللہ بن عبید ابن عمیر روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالےٰ عنہ کے پاس ایک بچے کا جھگڑا پیش ہوا۔ تو آپ نے بچے سے دریافت کی۔ کہ وہ کس کے پاس جانا چاہتا ہے۔ تو اس نے اپنی والدہ کے پاس جانے کو پسند کی۔ چنانچہ آپ نے بچے کی خواہش کے مطابق اسے اس کی والدہ کے سپرد کر دیا۔ (محلی ابن حزم جلد ۱۰ صـ ۳۲۷)

حضرت علیؓ کا فیصلہ

حضرت علی رضی اللہ عنہ کے متعلق بھی منقول ہے کہ آپ نے عمارۃ الجذامی کے متعلق جس کا والد فوت ہو گیا تھا اور اس کی پھوپھی اس کو لینے کی دعویدار تھی یہی فیصلہ فرمایا کہ بچے کو اختیار ہے۔ کہ جس کے پاس وہ جانا چاہتا ہے اس کے پاس چلا جائے۔ (نیل الاوطار جلد ۶ صـ ۳۳۱)

مندرجہ بالا واقعات سے یہ عیاں ہے۔ کہ خلفائے راشدین نے بھی اس اصل کو ہاتھ سے نہیں چھوڑا۔ جس اصل پر انہوں نے رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کو گامزن ہوتے دیکھا تھا۔ حضرت عمر فاروقؓ کا واقعہ تو اس سلسلہ میں ہر قسم کے شکوک و شبہات کو رفع کرنے کے لئے کافی ہے کیونکہ ایک طرف حضرت عمرؓ جیسے اولوالعزم صحابی کا تنازعہ ہے۔ جو بعد میں خلافت کے جلیل القدر منصب پر فائز ہوتے ہیں۔ دوسری طرف حضرت ابوبکر صدیق جیسے جلیل القدر خلیفہ ہیں جو اس تنازعہ کا فیصلہ فرماتے ہیں۔ ان کو یہ معلوم ہے کہ حضرت عمرؓ سے بڑھ کر انتظامی قابلیت کا کوئی شخص مالک نہیں ہو سکتا۔ وہ یہ بھی جانتے ہیں کہ ان سے بڑھ کر کوئی شخص تربیت اولاد نہیں کر سکتا۔ لیکن اس کے باوجود وہ مدت حضانت تک بچے کی والدہ کے حق کو فائق رکھتے ہیں۔ اور اس کے بعد بھی بچے کو انتخاب کا حق دیتے ہیں۔

حضرت عمر جب خود مسند خلافت پر بیٹھ جاتے تو اس اصول کو ہاتھ سے جانے نہیں دیتے۔ جو رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے وضع فرمایا۔ اور جس کی حضرت ابو بکر صدیقؓ نے تصدیق فرمائی۔ آپ کے بعد حضرت علی رضؓ نے بھی وہی طریق اختیار کیا۔ جو آپ سے قبل رسول اللہ نے وضع فرمایا۔ اور دو جلیل القدر خلفاء نے اس کو عملی جامہ پہنایا۔

پس اس قدر واضح اور متواتر تعامل کے بعد کوئی شخص یہ کہنے کا حق نہیں رکھتا۔ کہ یہ طریق رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ خاص تھا اور آپ کے بعد کسی کو یہ روا نہیں کہ وہ ایک بچے کے محدود علم کے ماتحت اس کے رجحان کے مطابق فیصلہ کر دے۔

دوسرا جواب اس کا وہی ہے جو میں پہلے دے چکا ہوں کہ اگر بچے کے رجحان کے بعد یہ ثابت ہو جائے۔ کہ اس کا انتخاب اس کے مستقبل کے لئے مضر ہے۔ تو قاضی اس کے خلاف بھی فیصلہ دے سکتا ہے۔ بچے کا انتخاب اس لئے ضروری قرار دیا گیا ہے کہ بچے کی تربیت میں اس کے ذاتی رجحان کا بہت بڑا دخل ہے۔ ایک ماحول جو بچے کی طبیعت کے موافق ہوتا ہے۔ نفسیاتی طور پر اس ماحول کا غیر شعوری اثر بچے کی طبیعت پر پڑتا رہتا ہے۔ اور وہ اس ماحول کے معمولی سے معمولی واقعات کا بھی گہرا اثر قبول کرتا ہے۔ ایسے ماحول میں اس کی تعلیم و تربیت کے لئے نہ تو زیادہ محنت برداشت کرنی پڑے گی اور نہ ہی زیادہ مال اور وقت خرچ کرنے کی ضرورت ہوگی۔ بخلاف اس کے اگر اسے ایسے ماحول میں رہنے پر مجبور کیا جائے۔ جو اس کی طبیعت کے خلاف ہے تو بہت ممکن ہے کہ اس ماحول میں ہر قسم کی کوشش اور توجہ اس کی صحیح تربیت کرنے کے سلسلہ میں رائیگاں ثابت ہو۔

پس اگر والدہ کے گھر کا ماحول بچے کی تربیت کے لئے مناسب اور سازگار ہو۔ تو اس کی بعض معمولی کمیاں نظر انداز کر دی جائیں گی۔ کیونکہ بچے کا اس ماحول سے مانوس ہو جانا بھی اس ظاہری کمی کو پورا کرنے کے لئے کافی ہوگا۔

ایک مشکل اور اس کا حل

اس جگہ ایک مشکل یہ پیش کی جاتی ہے کہ لڑکی کا نکاح بغیر اس کے ولی کی اجازت کے شرعاً ممنوع ہے۔ لڑکی کا سب سے مقدم ولی اس کا والد ہوتا ہے۔ پس اگر لڑکی اپنی والدہ کے پاس رہنے کو پسند کرے۔ اور اس کی مرضی کے مطابق عدالت اسے اس کی والدہ کے حوالے کر دے۔ تو اسکی شادی کے وقت جو دقت پیش آئے گی۔ اس کا کیا حل ہے؟

اس کا جواب یہ ہے کہ لڑکی خواہ والدہ کے پاس رہے یا والد کے پاس اس کا جائز ولی بہر حال والد ہی ہوگا۔ اور شادی کے لئے والد کی رضامندی ضروری ہوگی۔ اگر ایسے موقعہ پر والد انتقامی جذبات سے کام لے۔ اور لڑکی کی شادی کے سلسلہ میں دانستہ طور پر ناجائز روکیں پیدا کرنے کی کوشش کرے۔ تو یہ سمجھ جائے گا۔ کہ والد کے دل سے پدری جذبات ناپید ہو چکے ہیں۔ اور وہ محض بعض ذاتی رنجشوں کی بناء پر عام انسانی جذبات و احساسات سے بھی محروم ہو چکا ہے۔ اس لئے ایسے وقت میں حکومت وقت اپنی نگرانی میں مناسب کفو میں اس کی شادی کا انتظام کر سکتی ہے۔

مناسب یہی ہے کہ والد اس حقیقت کو سمجھے کہ لڑکی خواہ اس کے گھر سے روانہ ہو یا اپنی والدہ کے گھر سے وہ ایک تیسرے گھر میں جا رہی ہے۔ اور اس کے بعد ان دونوں میں سے کسی کے پاس بھی نہیں رہے گی۔ اس لئے ایسے وقت میں بہتر ہے۔ کہ والد اپنی لڑکی کو اس کی رضامندی کے مطابق کسی مناسب اور بہتر کفو میں شادی کرنے سے روک بننے کی بجائے خود اسکے جہیز کی تیاری میں مدد کرے اور خوشی خوشی اسے رخصت کرے۔ تاکہ وہ اپنی زندگی کے دور میں داخل ہونے سے قبل ان تلخ واقعات کو بھول جائے۔ جو بصورت دیگر ساری عمر اس کے لئے عمر بھر سوہان روح بنے رہیں گے۔

برعظیم ہندوپاکستان میں پنچائتی نظام

از مسعود الحسن صاحب

پنچائتی نظام کے متعلق ایک مفید مضمون دیہاتی احباب کے افادہ کے لئے درج ذیل کیا جاتا ہے۔

انتخابات

مشرقی پنجاب اور ہندوستان کے دوسرے حصوں میں پنچائتی انتخابات کے قابلِ ذکر پہلو حسب ذیل ہیں۔

(۱) انتخابات بالغ رائے دہندگی کی اساس پر ہوتے ہیں (۲) اقلیتوں کے لئے نشستیں مخصوص کی جاتی ہیں (۳) حلقہ ہائے انتخابات ہوتے ہیں (۴) انتخابات میں رائے شماری خفیہ ہوتی ہے (۵) صوبائی اسمبلیوں کے انتخابات کی فہرستیں ہی پنچائتی انتخابات میں استعمال ہوتی ہیں (۶) سب اضلاع میں پنچائتوں کے انتخابات بیک وقت ہوتے ہیں (۷) پنچائتوں کا عملہ براہ راست ان انتخابات کے انتظام میں حصہ نہیں لیتا (۸) شکایات کے ازالہ کے لئے انتخابی عذرداریوں کا اہتمام کیا گیا ہے۔

پنجاب (پاکستان) میں مقامی بلدیات بشمول پنچائتوں کے لئے بالغ رائے دہندگی کی اساس پر انتخابات پہلے ہی سے ہو رہے ہیں۔ لیکن اس وقت پنچائتوں کے لئے علیحدہ فہرستیں تیار کی جاتی ہیں۔ اس سے تاخیر بھی ہوتی ہے۔ اس لئے اسمبلی کی فہرستوں کو ہی تمام مقامی بلدیات اور پنچائتوں کے لئے استعمال کیا جاتا ہے۔

ہندوستان کے مقابلہ میں ہمارے ہاں ایک یہ فرق ہے کہ ہمارے ہاں بیک وقت انتخابات نہیں ہوتے اور اس وقت ہمارے صوبہ میں ایک ہزار سے زائد ایسی پنچائتیں ہیں جن میں تقسیم ہند کے بعد انتخابات ہی نہیں ہوئے اور وقت پر انتخابات نہ ہونے کی وجہ سے پنچائتیں بڑی حد تک جمود و تعطل کا شکار ہیں۔ ان کو زندہ اور فعال بنانے کے لئے وقت پر ان میں تازہ خون ڈالنے کی ضرورت کسی وضاحت کی محتاج نہیں۔ اس کا واحد علاج یہی ہے کہ کم از کم ایک ضلع میں ساری پنچائتوں کا انتخاب بیک وقت کیا جائے۔

مالیات

ہر تعمیری اور رفاہی کام میں مالیات کے بغیر ایک قدم نہیں چلا جا سکتا۔ پنچائتوں میں اس کے فقدان سے بیحد نقصان پہنچتا ہے۔ تقسیم ہند سے قبل بھی ایک تحقیقاتی کمیٹی نے پنچائتوں کو مالی اعتبار سے مضبوط بنانے کی سفارش کی تھی۔ اور تقسیم کے بعد ہندوستان کے بیشتر صوبوں میں پنچائتوں کو ذرائع آمدنی سے بہرہ ور کیا گیا ہے۔ مدراس میں پنچائتوں کو کم از کم چار ٹیکس لازماً نافذ کرنے پڑتے ہیں۔ مزید بر آں انہیں مالیہ کا ½۱۲ فیصد دیا جاتا ہے۔ پاکستانی پنجاب میں پنچائتوں کی مالی اعتبار سے بے بضاعتی کا اندازہ اس اعتبار سے لگایا جا سکتا ہے کہ ہمارے ہاں پنچائتوں کی کل آمدنی ۴ لاکھ روپے ہے۔ مشرقی پنجاب میں پنچائتوں کی آمدنی ایک کروڑ روپے اور مدراس میں تین کروڑ روپے ہے۔

ہندوستان کی پنچائتوں کی آمدنی کا معتدبہ حصہ حکومت کی طرف سے بطور امداد ملتا ہے اور عام رائے یہی ہے کہ مالیہ کا بیشتر حصہ پنچائتوں کو دے دینا چاہئیے مشرقی پنجاب میں مالیہ اور آبیانہ کا دس فیصد پنچائتوں کو ملتا ہے۔ مدراس میں یہ تناسب ½۱۲ فیصد بمبئی میں ۱۲ فیصد اور سوراشٹر میں ۳۳ فیصد ہے۔ اگر پاک پنجاب میں کم از کم مشرقی پنجاب کا تناسب کر دیا جائے تو ہماری پنچائتوں کو کم از کم ایک کروڑ آمدنی حاصل ہو سکے گی ہندوستان میں پنچائتوں کو انتظامی ڈھانچہ کا ایک جزو تسلیم کر لیا گیا ہے اس لئے مالیات کی تقسیم میں بھی یہی اصول کارفرما ہے۔

ٹیکس

جہاں تک ٹیکسوں کا تعلق ہے مشرقی پنجاب میں ہر پنچائت مکان ٹیکس نافذ کرتی ہے۔ مدراس اور بعض دوسرے صوبوں میں بھی یہ ٹیکس لازمی ہے۔ ہمارے ہاں اگر ایک روپیہ سالانہ مکان ٹیکس لگایا جائے تو پنچائتوں کو ۳۵ لاکھ روپے کی آمدنی ہو سکتی ہے۔

مشرقی پنجاب اور بعض دوسرے صوبوں میں مالیہ کے ساتھ پنچائت ٹیکس لگایا گیا ہے۔ اس کی اوسط شرح دو پیسے فی روپیہ ہے۔ البتہ بھوپال میں ایک آنہ فی روپیہ ہے۔ پنجاب میں یہ بڑی بدقسمتی کی بات ہے کہ ڈسٹرکٹ بورڈ اس مقصد کے لئے معتدبہ رقم وصول کرتے ہیں۔ لیکن ایک پائی بھی دیہات کی صحت وصفائی پر صرف نہیں کی جاتی اور ایسے ٹیکس کی رقم دوسرے امور پر صرف کی جاتی ہے۔

مدراس اور بعض دوسرے صوبوں میں محصول لگایا گیا ہے۔ پنجاب (پاکستان) میں بھی بعض ایسے دیہات میں محصول لگایا گیا ہے۔ جہاں بازار ہیں۔ ہندوستان کے بعض صوبوں میں اشیاء کی خرید و فروخت پر بھی ٹیکس لگایا گیا ہے۔ دوسرے ٹیکس پیشہ ورانہ ٹیکس غیر منقولہ املاک ٹیکس۔ گاڑیوں پر ٹیکس۔ طبہ فنڈ۔ جنس کی نوعیت میں ٹیکس ہیں۔ ان کے علاوہ رضاکارانہ عطیات سے بھی آمدنی حاصل ہوتی ہے۔

انتظامی امور

۱۹۳۹ء کے پنچائت ایکٹ کے مطابق پنچائتوں کو حسب ذیل انتظامی امور تفویض کئے گئے ہیں :-

عام راستوں کا انتظام۔ پانی کی بہم رسانی جانوروں کے لئے جوہڑ۔ مسافروں کے لئے رہائش گاہ۔ اجتماعی باغ۔ کھیل کے میدان۔ لائبریریاں۔ درختوں کی کاشت۔ غریبوں اور مریضوں کی امداد۔ تقریبات افزائش نسل حیوانات۔ مویشیوں کی فروخت کا اندراج زرعی اور دیہی صنعتوں کا فروغ۔ مضر جھاڑیوں کا انسداد وغیرہ۔ مزید براں حکومت دوسرے امور کو بھی پنچائتوں کے فرائض میں شامل کر سکتی ہے۔

گزشتہ نصف صدی میں برِ اعظم پاکستان و ہند میں دیہات کی تعمیر کے لئے کئی بار مساعی کی گئی ہیں۔ لیکن ان کے نتائج حوصلہ افزا نہیں۔ ہندوستان میں اب اس بات کو تسلیم کیا گیا ہے کہ اس سلسلہ میں کامیابی تبھی ہو سکتی ہے کہ اہل دیہات میں اس کے لئے جذبہ و تحریک ظاہر ہو اور اسے دیہاتیوں کی ذمہ واری قرار دیا جا رہا ہے۔ اور پنچائتوں کو دیہات کی تعمیر نو کی ایجنسی بنایا گیا ہے۔ پنچائتوں کا سب سے پہلا فرض یہ ہے کہ وہ اہل دیہات میں اس کا جذبہ و احساس پیدا کریں۔

ہندوستان میں سیاسی مفکرین کا نکتہ نظر یہ ہے کہ برطانوی راج میں پولیس کی حکومت تھی۔ اور حکومت کا کام امن و امان اور محاصل کی تحصیل تک محدود تھا۔ اب پولیس راج کی جگہ عوام کی ترقی و بہبود کو مرکزیت اور اہمیت حاصل ہونی چاہئیے اور حکومت انتظامی کی جگہ مجلسی خدمت کا ادارہ ہونی چاہئیے۔ دیہات کے لئے مجلسی خدمت میں رفاہی محکموں کو پنچائتوں کے ذریعے کام کرنا چاہئیے۔ اور اس کام میں وسعت کے ساتھ پنچائتوں کا دائرہ کار بھی وسیع تر ہوتا جائے گا۔

ہندوستان میں اس مقصد کے پیش نظر پنچائتوں کے قوانین میں اس امر کا اہتمام کیا گیا ہے۔ گذشتہ چار سال میں یو۔پی میں پنچائتوں نے دیہات میں

بقیہ پنچائتی نظام

ترقی و تعمیر نو پر ۹ کروڑ روپے صرف کئے ہیں پنچائتوں نے ۲۲۵ ٹیوب ویل نصب کئے ہیں۔ ½۲ لاکھ تالاب اور جوہڑ درست کئے۔ ۸۰۰۰ پختہ کنوئیں آبپاشی کے لئے اور ۳۰ ہزار پختہ کنوئیں پینے کے پانی کی بہم رسانی کے لئے۔ یہ اعداد و شمار اگرچہ حیرت انگیز ہیں۔ لیکن عین حقیقت ہیں۔ اور ان سے بخوبی اندازہ کیا جا سکتا ہے کہ اگر مناسب رہنمائی اور ہدایت کی جائے اور پنچائتوں میں کام کرنے کا جذبہ پیدا کر دیا جائے تو وہ کیا کچھ کر سکتی ہیں۔ ہم بھی اسی طرح اپنی پنچائتوں کو مجلسی خدمت اور معاشرتی فرائض تفویض کر سکتے ہیں۔ اس سلسلہ میں حسب ذیل امور توجہ طلب ہیں :-

(۱) اراضی کا انتظام (۲) زراعت کی ترقی (۳) اقتصادی حالت کی اصلاح (۴) تعلیم کی ترقی و توسیع (۵) ثقافتی احیا (۶) صحت وصفائی کی ترقی (۷) معاشرتی بہبود (۸) اخلاقی سربلندی ؎

(نوائے وقت)

خدا کے فضل اور رحم کے ساتھ آگے قدم بڑھاتے چلے جاؤ

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ نے تحریک جدید کے اوائل میں یہ اعلان فرمایا تھا کہ جو شخص تحریک جدید میں متواتر حصہ لیتا ہوا وفات پا جائیگا اس کا نام بھی کتاب تاریخی یادگار زمانہ میں لکھا جائے گا۔ خواہ کوئی ایک سال کا چندہ ہی دے کر وفات پا گیا ہو۔ نیز ان سب کے نام اس کتاب میں آئیں گے جو اپنی زندگی میں متواتر ۱۹ انیس سال تک اشاعت کے لئے چندہ دیتے رہے ہیں۔ اور ان کی چندہ کی رقم بھی جو اس نے ہر سال دی ہے دکھائی جائے گی۔ اسی اعلان کے مطابق فہرست بن رہی ہے۔ اور جن کے ذمہ بقایا ہے وہ اپنے بقایا کو ادا نہیں کر سکے۔ یا کسی سال میں وعدہ بھی نہیں دے سکے۔ لیکن اب ان کی خواہش ہے کہ جو تھوڑی سی کمی رہی ہے اسے پورا کر کے اپنا نام انیس سالہ فہرست میں درج کروا لیں۔

دفتر وکیل المال تحریک جدید ایسے سب بقایا داران کو جو انیسویں سال میں شامل ہوئے تھے بقایا کی اطلاع دے کر لکھ چکا کہ بقایا جلد سے جلد ادا کیا جائے اور بعض بقایا داروں کی طرف سے خاموشی ہے۔ اگر انہوں نے رقم بقایا ادا نہ کی تو ان کا نام لسٹ سے کٹ جائے گا۔ لیکن ایسے احباب جو دسویں سال تک تو شامل رہے یا دسویں سال تک ایک آدھ سال کی کچھ رقم بقایا ہے اس کے بعد شامل نہ ہوئے۔ یا وہ جو دسویں سال کے بعد آئندہ سالوں میں کچھ دے سکے بعد میں چھوڑ بیٹھے۔ اب ان میں سے بعض کے پتے بھی دفتر کو معلوم نہیں۔ ایسے تمام احباب کو چاہئیے کہ وہ اگر شامل ہونا چاہیں تو اپنا سابقہ حساب دفتر سے معلوم کرنے کے لئے یہ اطلاع بھی مہیا کریں کہ انہوں نے دسویں سال میں کہاں سے حصہ لیا۔ اور اس کے بعد بھی جتنے سال دئیے ہوں کہاں کہاں سے دئیے ہیں۔ ایسی اطلاع ملنے پر وکیل المال تحریک جدید بفضلہ تعالیٰ فوراً حساب بنا کر ارسال کرے گا۔

دفتر اول کے السابقون الاولون کو حضور کا یہ ارشاد بھی یاد رہے اور اس پر عمل ہو۔

"اب وقت تمہارے لئے بہت نازک ہے اس لئے بہت احتیاط کرو۔ اب تم ایسے مقام پر ہو کہ اس سے پیچھے قدم ہٹانا ہلاکت کا موجب ہوگا۔ پس خدا کے فضل اور رحم کے ساتھ کہتے ہوئے آگے قدم بڑھاتے چلے جاؤ"

پھر حضور نے سولہویں سال کا اعلان فرماتے ہوئے فرمایا۔

"مومن کا قدم پیچھے نہیں ہٹنا چاہئیے جس راستہ پر آپ پندرہ سال چلے ہیں۔ اب چار سال باقی کے لئے اس میں کوتاہی کر کے اپنے ثواب کو ضائع نہ کریں۔ اللہ تعالیٰ آپ کے ساتھ ہو"

"پس اے دوستو!!! مرنے سے پہلے اور وقت کے ہاتھ سے نکل جانے سے پہلے اس تحریک میں حصہ لے لو کہ اس امت پر یہ دن پھر نہیں آئیں گے"۔

پس نہ صرف دفتر اول کے انیس ۱۹ سالہ السابقون الاولون ہی اپنے انیس سالہ حساب کو صاف کر کے شامل فہرست ہوں بلکہ وہ اور دفتر دوم کے مجاہد گیارھویں سال میں بھی اپنے وعدے شاندار اضافہ سے پیش حضور کریں۔ دفتر دوم میں بعض احباب اپنی ماہوار آمد کے مقابل پر وعدہ چالیس پچاسواں حصہ کرتے ہیں۔ حالانکہ تحریک جدید کی ضرورت ان سے بہت شاندار اور غیر معمولی قربانی کا تقاضا کرتی ہے۔ پس احباب اپنے وعدے بھی نمایاں اضافہ سے پیش حضور کریں۔ اللہ تعالیٰ توفیق بخشے۔ آمین (وکیل المال تحریک جدید)

کوسٹاریکا اور نکاراگوا کی فوجیں سرحدوں پر ایک دوسرے کے خلاف صف آرا ہو گئیں

واشنگٹن ۲۶ جنوری۔ کوسٹاریکا سے آمدہ اطلاع مظہر ہے کہ کوسٹاریکا اور نکاراگوا کی فوجیں درمیانی سرحد کے ... گیا تھا پھیلے ہوئے غیر جانبدار علاقے میں ایک دوسرے کے خلاف صف آرا ہیں یہ چھ میل کا علاقہ امریکی ریاستوں کے ادارے نے قائم کیا تھا۔ ادارے نے کوسٹاریکا کو یہ اختیار بھی دیا تھا کہ جوابی یا حملہ آور غیر جانبدار علاقے میں گھس آئے ہیں اس کی فوجیں انہیں اس علاقے سے نکالنے کے لئے کارروائی کر سکتی ہیں۔ اس کے فوراً ہی بعد دونوں ملکوں کی فوجیں سرحدوں پر پہنچ گئیں اور اب غیر جانبدار علاقے کے دونوں جانب ایک دوسرے کے خلاف صف آرا ہیں۔ کل رات کوسٹاریکا کی حکومت کا ایک ہنگامی اجلاس ہوا جس میں صورت حال پر غور کیا گیا۔ ادھر نکاراگوا کے صدر نے کہا ہے کہ سرحد کی حالت بہت خطرناک ہے۔ اگر خون کا ایک قطرہ بھی گرا تو اس کا مطلب جنگ ہو گا۔

جہاز واپس کراچی آرہا ہے

کراچی ۲۶ جنوری۔ پاکستان انٹرنیشنل ایئر لائنز کا جو جہاز خلاصتی پرواز پر پچھلے دنوں کراچی سے لنڈن روانہ ہوا تھا وہ قاہرہ کے راستے واپس روانہ ہو گیا ہے۔ جہاز قاہرہ میں ۲۴ گھنٹے قیام کرے گا۔

۱۷ آدمی ہلاک اور ۲۰ زخمی ہوئے

انقرہ ۲۶ جنوری۔ ترکی میں ایک کوئلہ کی کان میں دھماکہ کی وجہ سے ۱۷ آدمی ہلاک اور ۲۰ زخمی ہو گئے۔ علاوہ ازیں ۱۳ آدمی لاپتہ ہیں۔

قبائلی علاقے میں پانچ اور تربیتی مراکز قائم کئے جائیں گے

پشاور ۲۶ جنوری۔ مرکزی حکومت نے قبائلی علاقے کے مختلف حصوں میں پانچ اور تربیتی مراکز قائم کرنے کا فیصلہ کیا ہے۔ ان مرکزوں میں اون کاتنے اور بننے، شہد کی مکھیاں پالنے اور ریشم کے کیڑوں کی پرورش کی تربیت دی جائے گی۔ ان مراکز کا انتظام بہتر طریقے پر چلانے کے لئے بعض امریکی ماہرین کی خدمات حاصل کی جا رہی ہیں۔ چنانچہ وہ عنقریب پاکستان پہنچنے والے ہیں۔ یاد رہے کہ حکومت کی طرف سے چار تربیتی مرکز پہلے ہی کھولے جا چکے ہیں۔ مزید پانچ مرکز قائم ہونے کے بعد ایسے مرکزوں کی تعداد نو ہو جائیگی۔ حکومت پہلے سے قائم شدہ مرکزوں کے کام کو بھی وسیع کرنے کی تجویزوں پر غور کر رہی ہے۔

تین لاکھ پونڈ کی مالیت کا پٹ سن برطانیہ بھیجا گیا

کراچی ۲۶ جنوری۔ گذشتہ مہینے ۹ لاکھ ۶۰ ہزار پونڈ کی مالیت کا پٹ سن برطانیہ بھیجا گیا۔ پچھلے ایک ماہ میں پاکستان نے برطانیہ کو کل جتنا مال بھیجا ہے اس کی مالیت ۲۵ لاکھ ۵۴ ہزار پونڈ بنتی ہے۔

لیبیا عرب وزراء اعظم کی کانفرنس میں شریک نہیں ہو گا

قاہرہ ۲۶ جنوری۔ معلوم ہوا ہے کہ لیبیا نے وزیر اعظم مصر کرنل جمال عبد الناصر کو اطلاع دی ہے کہ وہ عرب وزراء اعظم کی کانفرنس میں شریک نہیں ہو گا۔ یہ کانفرنس گذشتہ کئی روز سے قاہرہ میں ہو رہی ہے جس میں عراق اور ترکی کے معاہدے پر غور کرنے کے علاوہ عربوں کے باہمی تحفظ کے معاہدے کو اور مضبوط بنانے پر بھی بحث کی گئی ہے۔

مسٹر محمد علی نے باہمی مفاد کے معاملوں پر کینیڈا کے حکام سے بات چیت شروع کر دی

اوٹاوا ۲۶ جنوری۔ وزیر اعظم پاکستان جناب محمد علی نے یہاں پاکستان اور کینیڈا کے باہمی مفاد کے معاملوں پر کینیڈا کے حکام کے ساتھ کل سے بات چیت شروع کر رکھی ہے۔ کل انہوں نے اخبار نویسوں کو بتایا کہ میری یہ بات چیت عام نوعیت کی ہو گی۔ انہوں نے کہا وزیر اعظم کینیڈا سینٹ لاراں کے ساتھ گفتگو کے دوران میں بہت ممکن ہے دولت مشترکہ کے امور اور کولمبو منصوبے پر عملدرآمد کے بارے میں بات چیت ہو۔ دوران گفتگو میں مسٹر محمد علی نے اس بات پر زور دیا کہ فارموسا کے علاقہ میں اقوام متحدہ کی معرفت جنگ بند کرانے کی کوشش کرنی چاہئیے۔ انہوں نے اس خیال کا اظہار کیا کہ جزائر تاچین کے قریب کمیونسٹ چین اور نیشنلسٹ چین کے درمیان جو جھڑپیں ہو رہی ہیں۔ ان سے تیسری عالمگیر جنگ چھڑنے کا امکان نہیں ہے۔ انہوں نے مزید کہا کہ پاکستان چین کی کمیونسٹ حکومت کو تسلیم کرتا ہے۔ لیکن اس کا یہ مطلب نہیں ہے کہ وہ اس کا حامی بھی ہے۔ کمیونسٹ چین کو تسلیم کرنا محض ایک حقیقت کا اعتراف ہے۔ مسٹر محمد علی نے دوران گفتگو میں یہ بھی بتایا کہ پاکستان کو ایک مستحکم دستور کی ضرورت ہے۔ انہوں نے امید ظاہر کی کہ پاکستان کے نئے آئین کے تحت جو بہت جلد مرتب ہو رہا ہے پاکستان کو ایک مستحکم اور اہل حکومت میسر آ سکے گی انہوں نے کہا نئے آئین کے تحت پاکستان ایک جمہوریہ کی شکل اختیار کرے گا لیکن اس کا یہ مطلب نہیں ہو گا کہ دولت مشترکہ سے اس کا کوئی تعلق ہی نہ رہے۔ نئے آئین کی رو سے مملکت کا سربراہ صدر ہو گا جو ملکہ کی بجائے عوام کی نمائندگی کرے گا۔

پاکستان میں چینی کی پیداوار میں ۴۲ ہزار ٹن سالانہ کا اضافہ

کراچی ۲۶ جنوری۔ امید کی جاتی ہے کہ وسط مارچ سے پاکستان کی چینی کی پیداوار میں ۴۲ ہزار ٹن سالانہ کا اضافہ ہو جائے گا۔ جوہر آباد میں پی آئی ڈی سی کی مل فروری میں اور لیہ میں ٹی ڈی اے کا کارخانہ مارچ میں کام شروع کر دے گا۔ ان دونوں ملوں میں سے ہر ایک سنٹرل روزانہ چینی تیار کر سکتا ہے۔ اور ایک ہزار ٹن گنا پیل سکتی ہے۔ دونوں ملیں سال میں ۱۷۰ دن کام کریں گی۔ اور ۴۲ ہزار ٹن سالانہ چینی تیار کریں گی۔

سندھ میں صحت عامہ کی ترقی

کراچی ۲۵ جنوری مرکزی حکومت نے سندھ میں صحت عامہ کے کاموں کی امداد کے لئے ۲۲ ہزار روپے کی منظوری دی ہے۔

آسٹریلیا کولمبو منصوبہ کے تحت پاکستان کو بدستور امداد دیتا رہیگا

دونوں ملکوں میں حقیقی اور قابل قدر دوستی ہے وزیر اعظم آسٹریلیا کا اعلان

کراچی ۲۶ جنوری۔ آسٹریلیا کے وزیر اعظم نے جو آجکل کراچی میں ہیں کہا ہے کہ پاکستان اور آسٹریلیا میں حقیقی اور قابل قدر دوستی ہے۔ کل انہوں نے یہاں ایک پریس کانفرنس میں اخباری نمائندوں سے خطاب کرتے ہوئے کہا دولت مشترکہ کے ممبر کی حیثیت سے پاکستان اور آسٹریلیا کے بہت سے مسائل مشترک ہیں انہوں نے یقین دلایا کہ آسٹریلیا کولمبو منصوبے کے تحت پاکستان کی امداد جاری رکھے گا۔ ایک سوال کے جواب میں مسٹر منزیز نے کہا دولت مشترکہ کے وزراء اعظم کی جو کانفرنس اس ماہ کے اواخر میں لنڈن میں ہو رہی ہے اس کا باقاعدہ کوئی ایجنڈا مرتب نہیں کیا گیا ہے۔ کانفرنس میں زیادہ تر عالمی مسائل زیر بحث آئیں گے۔ ایک اور سوال کے جواب میں انہوں نے کہا جیو اور جینے دو کا میں حامی ہوں۔ لیکن ساتھ ہی میں یہ بھی کہتا ہوں کہ پہلے کمیونسٹوں کو اپنے عمل سے اس کا ثبوت دینا چاہئے۔ اور اگر ایسا ہو جائے تو پھر جہاں تک دنیا میں قیام امن کا تعلق ہے یہ چیز اس کے حق میں ازحد مفید ثابت ہو گی۔

چوتھا ٹیسٹ میچ میٹنگ وکٹ پر ہو گا

لاہور ۲۶ جنوری۔ پاکستان کرکٹ کنٹرول بورڈ کے سیکرٹری نے کہا ہے کہ پشاور میں ہندوستان اور پاکستان کے درمیان ۱۲ فروری کو چوتھا ٹیسٹ میچ میٹنگ وکٹ پر ہو گا۔ انہوں نے بتایا کہ ہندوستان کرکٹ کنٹرول بورڈ کے سیکرٹری نے یہ تجویز مان لی ہے۔

عرب وزراء اعظم کا پانچواں اجلاس

قاہرہ ۲۶ جنوری۔ عرب وزراء اعظم کے اب تک پانچ اجلاس منعقد ہو چکے ہیں۔ کل کے اجلاس میں جو تین گھنٹے تک جاری رہا۔ عراق و ترکی کے مجوزہ دفاعی معاہدے پر مزید غور و خوض کیا گیا۔

الجزائر میں فرانسیسی فوج کی تعداد

پیرس ۲۶ جنوری۔ فرانس کے قومی دفاع کے وزیر نے کہا کہ الجزائر میں فرانسیسی فوجوں کی تعداد ایک لاکھ ۴۴ ہزار تک پہنچ گئی ہے۔ انہوں نے بتایا اس سے پہلے اتنی تعداد میں وہاں فوج کبھی نہیں بھیجی گئی تھی۔

پشاور میں ایرانی وفد کی مصروفیات

پشاور ۲۶ جنوری۔ ایران کے خیر سگالی وفد کے لیڈر مسٹر رضا جعفری نے ایران و پاکستان کے تعلقات کو اور زیادہ مضبوط بنانے کے لئے دونوں ملکوں میں استادوں کے تبادلے کی اہمیت پر زور دیا ہے۔ وفد جو آجکل صوبہ سرحد کا دورہ کر رہا ہے۔ آج درہ خیبر دیکھنے جائے گا۔

— کراچی ۲۵ جنوری۔ محکمہ موسمیات نے اطلاع دی ہے کہ صوبہ سرحد شمال مغربی بلوچستان اور زیریں سندھ میں گذشتہ رات سے درجہ حرارت صفر تک گر گیا ہے

نئی دہلی میں گورنر جنرل پاکستان جناب غلام محمدؐ کا پرجوش استقبال

ہوائی اڈے پر عوام نے "غلام محمد زندہ باد" کے نعرے لگا کر آپکو خوش آمدید کہا

نئی دہلی ۲۶ر جنوری۔ کل دوپہر سے تھوڑی دیر بعد گورنر جنرل پاکستان جناب غلام محمد سرکاری دورے پر نئی دہلی پہنچے۔ یہ پہلا موقع تھا۔ کہ پاکستان کے گورنر جنرل سرکاری طور پر وہاں گئے ہیں۔ ان کے ہمراہ وزیر مواصلات ڈاکٹر خان صاحب بھی تھے۔ جونہی گورنر جنرل کا طیارہ نئی دہلی کے ہوائی اڈے پر پہنچا۔ تو آپ کو اکیس توپوں کی سلامی دی گئی۔ صدر جمہوریہ ڈاکٹر راجندر پرشاد وزیر اعظم پنڈت جواہر لال نہرو اور نائب صدر جمہوریہ ڈاکٹر رادھا کرشن نے آگے بڑھ کر آپ کا استقبال کیا۔ اس کے بعد افواج ہند کی طرف سے ایک مشترکہ گارڈ آف آنر پیش کیا گیا۔ اور تمام فضا پاکستان اور ہندوستان کے قومی ترانوں سے گونج اٹھی۔ اس کے بعد ہندوستان کے مرکزی وزراء غیر ملکی سفیروں اور بحری بری اور فضائی فوجوں کے اعلیٰ حکام کو جناب غلام محمدؐ کی خدمت میں پیش کیا گیا۔ آپ نے اس موقع پر اخبار نویسوں سے بات چیت کرتے ہوئے کہا۔ میں بڑے بڑے مسئلوں پر باقاعدہ بات چیت کرنے نہیں آیا ہوں۔ لیکن اگر گفت و شنید کے ذریعہ حل کرنے کی کوشش کی جائے۔ تو میں اس کے لئے تیار ہوں۔ کیونکہ میرے نزدیک کوئی بڑے سے بڑا مسئلہ بھی ایسا نہیں ہے۔ کہ جسے حل نہ کیا جا سکے۔ آپ نے فرمایا۔ میں خیر سگالی کے جذبے کے ساتھ یہاں آیا ہوں۔ اور مجھے امید ہے کہ میرے آنے سے دونوں ملکوں کے درمیان مفاہمت میں مدد ملے گی۔ جب مسٹر غلام محمدؐ اخبار نویسوں سے بات چیت کر رہے تھے۔ تو مسٹر نہرو اور ڈاکٹر خان صاحب ہجوم کی طرف چلے گئے۔ جو ہوائی اڈے کے باہر کھڑا تھا۔ ہجوم نے انہیں دیکھ کر پنڈت نہرو زندہ باد۔ غلام محمدؐ زندہ باد اور ڈاکٹر خانصاحب زندہ باد کے نعرے لگائے۔ خیر مقدم کی تقریبات سے فارغ ہونے کے بعد مسٹر غلام محمدؐ صدر جمہوریہ ہند ڈاکٹر راجندر پرشاد کے ہمراہ راشٹرپتی بھون روانہ ہو گئے۔

گورنر جنرل پاکستان کو خوش آمدید کہنے کے لئے راستے کے دونوں طرف تھوڑے تھوڑے فاصلے پر لوگ کھڑے ہوئے تھے۔ راشٹرپتی بھون پہنچنے پر صدر جمہوریہ ہند کے باڈی گارڈز کے ایک دستے نے گارڈ آف آنر پیش کیا۔ اور فوجی جھنڈے سرنگوں کرتے ہوئے آپ کو سلامی دی۔ یہاں پاکستان اور ہندوستان کے قومی ترانے پھر بجائے گئے۔

تیسرے پہر جناب غلام محمدؐ پاکستانی ہائی کمشنر مسٹر غضنفر علی خان کے ہمراہ گاندھی جی کی سمادھی تشریف لے گئے۔ اور وہاں پھول چڑھائے اس کے بعد آپ نے اوکھلا جا کر ڈاکٹر انصاری کے مزار پر فاتحہ پڑھی۔ اور وہاں سے قریب ہی جامعہ ملیہ کے وائس چانسلر پروفیسر محمدؐ مجیب کے ہمراہ تیسرے پہر کی چائے پی — آج گورنر جنرل پاکستان ہندوستان کے یوم جمہوریہ کی تقریبات میں شرکت کر رہے ہیں۔

پاکستان کے وزیر داخلہ میجر جنرل اسکندر مرزا بھی کل شام بذریعہ طیارہ نئی دہلی پہنچ گئے ہیں۔ وزیر خزانہ مسٹر محمدؐ علی بھی جمعرات کے روز وہاں پہنچ جائیں گے۔

سرکاری ملازم حب وطن اور بے لوث خدمت کی مثال قائم کریں (گورمانی)

لاہور ۲۶ر جنوری۔ پنجاب کے گورنر اور مغربی پاکستان کی انتظامی کونسل کے چیئرمین مسٹر مشتاق احمدؐ گورمانی نے مغربی پاکستان کے سرکاری افسروں سے اپیل کی ہے۔ کہ وہ پورے جوش و خروش کے ساتھ کام کر کے حب وطن اور بے لوث خدمت کی ایک مثال قائم کریں۔

مغربی پاکستان کونسل کمیٹی اور لاہور کے سرکاری محکموں کے افسران اعلیٰ کے ایک مشترک اجلاس سے خطاب کرتے ہوئے انہوں نے کہا۔ کہ مغربی پاکستان کی ریاستوں اور صوبوں کو ضم کرنے کے فیصلے نے ترقی اور خوشحالی کی نئی راہیں کھول دی ہیں۔ اس اتحاد سے مغربی پاکستان کے سرکاری افسروں کو اپنے ملک میں ایک بہتر نظام حکومت کی بنیاد رکھنے اور گذشتہ سات سال کی خامیوں اور غلطیوں کی تلافی کرنے کا ایک بہت اچھا موقع مل گیا ہے۔ انتظامی ڈھانچے کی اصلاح کرنے کی کوشش کرتے وقت بھی یہ مقصد پیش نظر رکھنا چاہیئے۔ کہ ہمیں ملک میں ایک مؤثر نظم و نسق کی عمارت تعمیر کرنی ہے۔ آپ نے کہا۔ ہمارا پہلا کام تو یہ ہونا چاہیئے۔ کہ روپیہ کس طرح حاصل کیا جائے۔ مصارف کم کرنے کی ہر امکانی کوشش کرنی چاہیئے۔ اور اس بچت کو فائدہ بخش کاموں پر صرف کرنا چاہیئے۔ ترقیاتی کاموں کے بغیر ہم اپنے ملک کے وسائل میں اضافہ نہیں کر سکتے۔ لیکن ترقیاتی منصوبے جیسے جیسے آگے بڑھتے جائیں گے۔ ہمارے ملک کے شہریوں کی آمدنی میں بھی اضافہ ہو جائے گا۔ اور ہم اپنے نظم و نسق کو تقویت پہنچا سکیں گے اور اس کی اہلیت کا معیار بلند کر سکیں گے۔ زیادہ تنخواہیں دے سکیں گے۔ اور ان آسائشوں کا انتظام کر سکیں گے۔ جو دوسرے جمہوری ملکوں کے سرکاری افسروں کو حاصل ہیں۔

گورنر پنجاب نے زور دیا کہ مغربی پاکستان کی نئی حکومت کی منصوبہ بندی میں کمیٹیوں کو تمام بے جا مصارف ختم کرنے کی کوشش کرنا چاہیئے تاکہ ہم اپنی افرادی طاقت سے زیادہ فائدہ اٹھا سکیں۔ اور اس پر کم سے کم صرف کیا جائے۔ اختیارات مساوی طور پر تقسیم کئے جائیں ہماری بعض موجودہ دشواریاں صرف اسی لیے در پیش ہوتی ہیں۔ کہ اختیارات سکرٹریٹ میں ضرورت سے زیادہ مرکوز ہیں۔ جمہوری نظام حکومت میں اختیارات وزیر سے لیکر نیچے کے تمام ذمہ داروں تک مساویانہ طور پر تقسیم ہوتے ہیں۔ تاکہ ہر شخص حکومت میں مؤثر طور پر حصہ لے سکے۔ اور کسی کو یہ فرض نہیں کر لینا چاہیئے۔ کہ صرف وہی غلطیاں کرنے کا اجارہ دار ہے۔

امراء و صدر صاحبان جائزہ لیں

نظارت تعلیم و تربیت کی طرف سے تمام جماعتوں کے سیکرٹری صاحبان تعلیم و تربیت کو ہدایت ہے کہ اپنی ماہوار کارگذاری کی رپورٹ ہر ماہ کی دس تاریخ تک بھجوا دیا کریں۔ اس بارہ میں متعدد مرتبہ الفضل میں یاد دہانی کرائی جا چکی ہے۔ مگر تھوڑی جماعتوں کی طرف سے باقاعدگی سے رپورٹ آتی ہے۔ مہربانی کر کے امراء اور صدر صاحبان جماعتہائے احمدیہ اپنی اپنی جماعتوں کے سیکرٹری صاحبان تعلیم و تربیت کا جائزہ لیں کہ کیا وہ تعلیم و تربیت کا کام کرتے ہیں اور رپورٹ بھیجتے ہیں۔ اگر نہیں بھیجتے تو ہدایت فرمائیں کہ نظارت ہذا کی ہدایت کی تعمیل فرمائیں۔ اس ہدایت کے ماتحت ۱۰ر فروری تک رپورٹیں نظارت ہذا میں موصول ہو جانی چاہئیں

ناظر تعلیم و تربیت ربوہ

موصیوں کے پتہ جات مطلوب ہیں

مندرجہ ذیل موصیوں کے موجودہ اور مکمل پتہ جات دفتر بہشتی مقبرہ کو درکار ہیں۔ اگر کسی دوست کو ان کے ایڈریس معلوم ہوں یا موصی خود یہ اعلان پڑھیں تو وہ جلد اپنے ایڈریس سے اطلاع دے کر ممنون فرمائیں۔

۱	ملک بشیر احمد صاحب فلائٹ لفٹیننٹ ولد حکیم مشتاق احمد صاحب	موصی	۴۶۷۱
۲	ماسٹر محمدؐ یوسف صاحب ولد میاں علی محمد صاحب	"	۵۹۹۷
۳	سید عبدالسعید صاحب ولد سید عبدالعزیز صاحب	"	۹۴۹۲
۴	آمنہ بیگم صاحبہ زوجہ چودھری عبدالاحد صاحب	"	۵۵۷۲
۵	غلام محمد صاحب ولد اللہ دتہ صاحب	"	۵۳۸۹
۶	میر فضل دین صاحب ولد میر حسن دین صاحب	"	۴۷۹۸
۷	بابو عبدالحمید صاحب ولد شیخ عبدالرحیم صاحب	"	۲۲۰۵
۸	عطاء اللہ خانصاحب بی۔ اے ولد رسالدار خداداد خاں مرحوم	"	۵۴۵۳
۹	غلام سرور صاحب ولد مولا بخش صاحب	"	۶۴۹۴
۱۰	عطا محمد صاحب ولد ماہی بخش صاحب	"	۵۰۹۵
۱۱	مستری محمد عبداللہ صاحب۔ ولد میاں خیر الدین صاحب	"	۴۲۳۸
۱۲	حافظ عبداللطیف صاحب ولد حضرت مولوی شیر علی صاحب	"	۵۶۹۶
۱۳	چودھری غلام اللہ صاحب ولد چودھری غلام سرور صاحب	"	۵۷۵۷
۱۴	جمعدار یوسف علی صاحب ولد نتھو صاحب	"	۴۰۴۹
۱۵	خالد احمد صاحب ولد محمد صالح صاحب مرحوم	"	۱۳۰۱۹
۱۶	نعیم الدین صاحب کاٹھگڑھی ولد فیروز الدین صاحب	"	۱۳۲۶۰
۱۷	شیر محمد صاحب ولد فتح محمد صاحب	"	۵۸۶۷
۱۸	سلطان محمد صاحب ولد چودھری علی محمد صاحب	"	۵۴۶۸
۱۹	مولوی غلام رسول صاحب سابق چٹھی رساں دعبہ ضلع سیالکوٹ ولد مولوی امام دین صاحب	"	۳۱۲۶
۲۰	احمد نواز خانصاحب ولد سردار حسن نواز خانصاحب	موصی	۵۴۶۶
۲۱	غلام رسول صاحب ولد اللہ دتہ صاحب	"	۴۷۴۴
۲۲	عنایت اللہ صاحب ولد چودھری محمد عبداللہ صاحب	"	۵۴۹۷

(سیکرٹری مجلس کارپرداز ربوہ)

گول بازار ربوہ میں دوکانیں

ربوہ کے سب سے بڑے بازار (گول بازار) بوجہ مرکزی بازار ہونے کی وجہ سے انشاء اللہ چند دنوں کے اندر سب سے بارونق بازار ہو گا۔ کیونکہ ربوہ کی اکثر مشہور اور قابل ذکر دوکانیں اب مستقل بازار میں منتقل ہوتی جا رہی ہیں۔ شعبہ پراویڈنٹ فنڈ کی دو دوکانیں ہیں جو خوب فراخ اور صاف ستھری ہیں۔ یہ دوکانیں جن کے آگے برآمدہ اور پیچھے سٹور کا کمرہ ہے کرایہ کے لئے خالی ہیں۔ ان دوکانوں کے پیچھے ایک کوارٹر ہے۔ جو دو بڑے کمروں برآمدہ۔ باورچی خانہ۔ سٹور پر مشتمل ہے۔ اور جس میں پانی کے لئے دستی پمپ لگا ہوا ہے۔ اسی طرح ایک بڑی دوکان ہے جو ہال کی صورت میں ہے۔ اور اس کے پیچھے ضروریات کے لئے بڑا کمرہ ہے۔ یہ دوکان اعلیٰ درجہ کے ریسٹورنٹ کے لئے موزوں ہے۔ اس کے پیچھے بھی رہائشی کوارٹر ہے جو دوست کرایہ پر لینا چاہیں افسر پراویڈنٹ فنڈ کو درخواستیں دے دیں۔ کرایہ کا تصفیہ زبانی یا تحریری ہو سکے گا۔

(افسر پراویڈنٹ فنڈ)